مقدمہ جزء عمّ

تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جمیع حقوق محفوظ
All Rights Reserved 2025

مقدمہ جزء عم تفسیر ارشدی

مرتب: ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تعالى

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے"۔

سُورَةُ الإِسْرَاء

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواما ويضع به آخرين

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو
اونچا کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا گراتا ہے"۔

رواہ مسلم

فہرس

صفحہ نمبر	مضمون

المقدمۃ

تفسیر جزء عم تین مراحل میں 1

مقدمہ - حصہ 1 :واقعات کی نوعیت اور ظلم و ستم کی شدت کے اعتبار سے مکی سورتوں کی تقسیم 4

مقدمہ - حصہ 2: مکی دور کا پس منظر 7

مقدمہ - حصہ 3 سورۃ النباء سے سورۃ الطارق کے نزول کے وقت مسلمانوں اور کفار کے حالات 9

مقدمہ - حصہ 4 شیخ سلیم ہلالی کی کتاب "الاستیعاب فی بیان الاسباب" سے جزء عم کی سورتوں کا شانِ نزول 14

جزء عم کی سورتوں کا شانِ نزول

78۔ سورۃ النبأ کا شانِ نزول 14

79۔ سورۃ النازعات کا شانِ نزول 14

80۔ سورۃ عبس کا شانِ نزول 16

81۔ سورۃ التکویر کا شانِ نزول 18

82۔ سورۃ الانفطار کا شانِ نزول 18

83۔ سورۃ المطففین کا شانِ نزول 19

84۔ سورۃ الانشقاق کا شانِ نزول 20

85۔ سورۃ البروج کا شانِ نزول 20

86۔ سورۃ الطارق کا شانِ نزول 20

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

87۔ سورۃ الأعلیٰ کا شانِ نزول 20
88۔ سورۃ الغاشیۃ کا شانِ نزول 21
89۔ سورۃ الفجر کا شانِ نزول 21
90۔ سورۃ البلد کا شانِ نزول 21
91۔ سورۃ الشمس کا شانِ نزول 21
92۔ سورۃ اللیل کا شانِ نزول 22
93۔ سورۃ الضحیٰ کا شانِ نزول 23
94۔ سورۃ الشرح کا شانِ نزول 26
95۔ سورۃ التین کا شانِ نزول 26
96۔ سورۃ العلق کا شانِ نزول 26
97۔ سورۃ القدر کا شانِ نزول 36
98۔ سورۃ البینۃ کا شانِ نزول 36
99۔ سورۃ الزلزلۃ کا شانِ نزول 36
100۔ سورۃ العادیات کا شانِ نزول 37
101۔ سورۃ القارعۃ کا شانِ نزول 37
102۔ سورۃ التکاثر کا شانِ نزول 37
103۔ سورۃ العصر کا شانِ نزول 37
104۔ سورۃ الھمزۃ کا شانِ نزول 37
105۔ سورۃ الفیل کا شانِ نزول 37
106۔ سورۃ قریش کا شانِ نزول 38
107۔ سورۃ الماعون کا شانِ نزول 41

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

۞ 108۔ سورۃ الکوثر کا شانِ نزول 41
۞ 109۔ سورۃ الکافرون کا شانِ نزول 43
۞ 110۔ سورۃ النصر کا شانِ نزول 43
۞ 111۔ سورۃ المسد کا شانِ نزول 43
۞ 112۔ سورۃ الاِخلاص کا شانِ نزول 44
۞ 113 / 114۔ سورۃ المعوذتین: الفلق والناس کا شانِ نزول 47
مقدمہ - حصہ 5 سورۃ القیامہ سے سورۃ الناس تک کا مختصر خاکہ 51
مقدمہ - حصہ 6 قرآن کے تنزیل من اللہ ہونے کا ثبوت اور اس کا اللہ کی طرف سے نازل 54
مقدمہ - حصہ 7 قرآن کے بر حق ہونے کا ثبوت 57
مقدمہ - حصہ 8 سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک کی سورتوں میں لسانی اعتراضات کا جواب 63
مقدمہ - حصہ 9 سورۃ النباء سے سورۃ الطارق کے ذریعے معاشرتی اصلاح 67
مقدمہ - حصہ 10 قرآن کی لازوال اہمیت اس کے آفاقی موضوعات اور رہنمائی اصولوں کے .. 70

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

تفسیر جزء عم تین مراحل میں

إِنْ شَاءَ اللّٰه ہم تفسیر جزء عمہ کے ایک روشن سفر کا آغاز کریں گے، جس میں اس کے گہرے پیغامات اور حکمتوں کو بغور سمجھا جائے گا۔ قرآن پاک کا یہ معزز حصہ، جو 37 سورتوں پر مشتمل ہے، تین مختلف مراحل میں پڑھا جائے گا، جن میں سے ہر ایک ہماری رہنمائی کے لیے اہم موضوعات اور اسباق پر روشنی ڈالتا ہے۔

پہلا مرحلہ جو سورۃ النباء سے سورۃ الطارق (9 سورتیں) تک محیط ہے، مدعو یعنی جنہیں اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے، سے خطاب کرتا ہے۔ یہ حصہ بنیادی حقائق کو واضح کرتا ہے، توحید، رسالت اور آخرت کے بارے میں شکوک وشبہات کے جوابات دیتا ہے۔ یہ سورتیں ایک پراثر دعوت پیش کرتی ہیں، جو دلوں اور ذہنوں کو جگانے کے لیے منطقی اور روحانی دلائل فراہم کرتی ہیں۔

دوسرا مرحلہ، سورۃ الاعلیٰ سے سورۃ القدر (11 سورتیں) تک، داعی یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والے سے متعلق ہے۔ اس حصے میں داعی کی ذاتی اصلاح (تزکیہ) اور کردار کی بہتری پر زور دیا گیا ہے۔ یہ ان کے اس اہم کردار کو اجاگر کرتا ہے کہ وہ خود کو اور دوسروں کو اللہ کی طرف سے ملنے والی بھلائی سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار کریں۔ ان سورتوں میں تدسیہ یعنی روح کی خرابی یا غفلت سے بچنے، اخلاص، عاجزی اور دعوت کے عظیم مشن میں ثابت قدمی برقرار رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

تیسرا مرحلہ: آخر میں، تیسرا مرحلہ، سورۃ البینہ سے سورۃ الناس (17 سورتیں) تک، اسلام کی سچائی کو رد کرنے کی وجوہات اور اس کے نتائج کا جائزہ لیتا ہے۔ اس میں حق کے انکار کرنے والوں کے لیے تباہ کن انجام کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور اس کے برعکس ایمان والوں کے لیے انعامات کا تذکرہ ہے۔ یہ حصہ نہ صرف کامیاب ہونے والے مومنین کی خصوصیات کو اجاگر کرتا ہے بلکہ غفلت اور تکبر کے خلاف بھی خبردار کرتا ہے، اور انسانیت کو غور و فکر اور توبہ کی دعوت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس تفسیر سے فائدہ اٹھانے، ہمارے ایمان کو مضبوط کرنے، اور اخلاص و لگن کے ساتھ ان اسباق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مقدمہ مرحلہ اوّل

(سورۃ النباء سے سورۃ الطارق) مرحلہ اول کے لیے خصوصی مقدمہ 10 حصوں پر مشتمل

مقدمہ حصہ: 1 واقعات کی نوعیت اور ظلم و ستم کی شدت کے اعتبار سے مکی سورتوں کی تقسیم

مقدمہ حصہ: 2 مکی دور کا پس منظر

مقدمہ حصہ: 3 سورۃ النباء سے سورۃ الطارق کے نزول کے وقت مسلمانوں اور کفار کے حالات

مقدمہ حصہ: 4 شیخ سلیم ہلالی کی کتاب "الاستیعاب فی بیان الاسباب" سے سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک اسباب نزول سے متعلق صحیح احادیث کا مجموعہ

مقدمہ حصہ: 5 سورۃ القیامہ سے سورۃ الناس تک کا مختصر خاکہ

مقدمہ حصہ: 6 قرآن کے تنزیل من اللہ ہونے کا ثبوت اور اس کا اللہ کی طرف سے نازل ہونا

مقدمہ حصہ: 7 قرآن کے برحق ہونے کا ثبوت

مقدمہ حصہ: 8 سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک کی سورتوں میں لسانی اعتراضات کا جواب

مقدمہ حصہ: 9 سورۃ النباء سے سورۃ الطارق کے ذریعے معاشرتی اصلاح

مقدمہ حصہ: 10 قرآن کی لازوال اہمیت اس کے آفاقی موضوعات اور رہنمائی اصولوں کے ذریعے جدید مسائل کے حل تک پھیلی ہوئی ہے۔

مرحلہ اول — سورۃ النباء سے سورۃ الطارق

پہلا مرحلہ، جو سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک محیط ہے، مدعوین جنہیں اسلام کی دعوت دی جارہی ہے، سے خطاب کرتا ہے۔ یہ حصہ بنیادی حقائق کو واضح کرتا ہے، توحید، رسالت اور آخرت کے بارے میں شکوک و شبہات کے جوابات دیتا ہے۔ یہ سورتیں ایک پراثر دعوت پیش کرتی ہیں، جو دلوں اور ذہنوں کو جگانے کے لیے منطقی اور روحانی دلائل فراہم کرتی ہیں۔

مرحلہ اول کے لیے خصوصی مقدمہ 10 حصوں پر مشتمل ہیں

مقدمہ - حصہ 1

واقعات کی نوعیت اور ظلم وستم کی شدت کے اعتبار سے مکی سورتوں کی تقسیم۔

مکی سورتوں کو مکہ میں اسلامی دعوت کے واقعات کی ترقی اور مسلمانوں کو درپیش ظلم وستم کی بنیاد پر تین مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا مرحلہ: دعوت کا آغاز اور ہلکا ظلم وستم

مدت: نبوت کے آغاز سے چوتھے سال تک

مسلمانوں کی حالت:

- لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا، بنیادی عقائد کی تعلیم پر توجہ۔
- تھوڑی تعداد میں پیروکار، معاشرتی طور پر کمزور اور کم حیثیت۔

کفار کی حالت:

- انکار، لیکن براہ راست تشدد کے بغیر۔
- تمسخر اور مذاق غالب خصوصیات تھیں۔

اس مرحلے کی مکی سورتیں:

- ابتدائی وحی: علق، قلم، مزمل، مدثر، فاتحہ۔
- ایمان اور توحید کو مضبوط کرنا: اعلیٰ، تکویر، لیل، فجر، ضحی، شرح، عصر، تین۔
- اخلاق اور اقدار پر خطاب: عادیت، کوثر، ماعون، تکاثر۔

خصوصیات: ❖ مختصر اور طاقتور پیغامات۔ ❖ قیامت، حساب، توحید، جنت اور جہنم پر توجہ۔

دوسرا مرحلہ:

مخالفت کا آغاز اور درمیانہ ظلم و ستم

مدت: چوتھے سال سے ساتویں سال تک

مسلمانوں کی حالت:

❖ اسلام کی دعوت عام ہو گئی، پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ

❖ مسلمانوں کو تمسخر اور شکوک و شبہات کا سامنا، نفسیاتی اور معاشرتی دباؤ میں اضافہ

کفار کی حالت:

❖ دعوت کے خلاف منظم مخالفت

❖ مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کی کوششیں

اس مرحلے کی مکی سورتیں:

❖ صبر واستقامت کو مضبوط کرنا:

نجم، عبس، شمس، بروج۔

❖ شکوک وشبہات کا رد:

کافرون، فیل، اخلاص، قدر۔

❖ وعدے اور تنبیہات:

قارعۃ، قیامۃ، مرسلات، ہمزہ۔

❖ تقدیر کی وضاحت:

نازعات، انفطار، انشقاق، طارق۔

خصوصیات:

❖ سورتوں میں قریش کی سازشوں کا جواب دینا شروع۔

❖ مسلمانوں کو استقامت اور مشکلات کا سامنا کرنے کی ترغیب۔

تیسرا مرحلہ:

ظلم و ستم کی شدت اور بائیکاٹ

مدت: ساتویں سال سے تیرہویں سال (ہجرت کا سال)

مسلمانوں کی حالت:

- ❖ جسمانی اور نفسیاتی ظلم و ستم میں شدت۔
- ❖ وادی ابی طالب میں محاصرہ، دعوت کا تسلسل۔

کفار کی حالت:

- ❖ مسلمانوں کے خلاف تشدد اور اشتعال انگیزی میں اضافہ۔
- ❖ معاشی اور سماجی بائیکاٹ کا استعمال۔

اس مرحلے کی مکی سورتیں:

❖ تنبیہات اور نصیحتیں:

واقعہ، حاقہ، معارج، نبا۔

❖ انبیاء کے قصے اور اسباق:

قصص، نمل، شعراء۔

❖ اللہ کی قدرت کی یاد دہانی:

ملک، طور، صافات۔

❖ وعدوں اور تنبیہات کے ساتھ تسلی:

غافر، فصلت، دخان، جاثیہ۔

خصوصیات

- ❖ سورتیں زیادہ شدید ہو گئیں، کفار کے لیے سخت پیغامات۔
- ❖ مسلمانوں کے لیے نفسیاتی اور روحانی حمایت پر توجہ۔

تقسیم کی عمومی خصوصیات:

پہلا مرحلہ: مختصر سورتیں، بنیادی عقائد پر توجہ۔

دوسرا مرحلہ: مباحث اور علمی مقابلے کا آغاز۔

تیسرا مرحلہ: استقامت اور صبر پر زور، کفار کے لیے سخت تنبیہات۔

تقسیم کی اہمیت:

حالات کے مطابق اسلامی دعوت کی ترقی کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ ظاہر کرتی ہے کہ قرآن نے مکہ میں مسلمانوں کو درپیش مختلف چیلنجز کو کس طرح مخاطب کیا۔

مقدمہ - حصہ 2

مکی دور کا پس منظر:

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت ہجرت سے سات سال قبل (تقریباً 615 عیسوی) اس وقت ہوئی جب قریش کی طرف سے مکہ میں مسلمانوں پر ظلم و ستم میں اضافہ ہو گیا۔ تقریباً 83 مرد اور 18 خواتین حبشہ ہجرت کر گئے، تاکہ عادل بادشاہ نجاشی کے زیر سایہ پناہ حاصل کریں، جہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا۔ قریش نے مسلمانوں کو واپس لانے کی کوشش کی اور عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو قیمتی تحائف کے ساتھ بادشاہ اور اس کے درباریوں کے پاس بھیجا۔ تاہم، نجاشی بادشاہ نے جعفر بن ابی طالب سے اسلام کی تعلیمات اور پناہ لینے کی وجوہات سننے کے بعد مسلمانوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ مسلمان حبشہ میں اس وقت تک مقیم رہے جب تک نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوہ خیبر کے بعد واپس آنے کی اجازت نہ دے دی۔

تفصیلی معلومات کے لیے "مسند احمد" کا مطالعہ کریں۔ جعفر اور نجاشی کے واقعے کی یہ مخصوص روایت ابن کثیر، شیخ الراجحی، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ارناؤط رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر علماء نے صحیح قرار دی ہے۔

وہ سورتیں جو ہجرت حبشہ سے قبل نازل ہوئیں، متفقہ تقریباً زمانی ترتیب کے مطابق (مدینہ مصحف میں) سورۃ "علق" سے سورۃ "مریم" تک درج ذیل ہیں:

حبشہ کی ہجرت سے قبل نازل ہونے والی سورتیں:

سُورَۃُ العَلَق	سُورَۃُ القَلَم	سُورَۃُ المُزَّمِّل	سُورَۃُ المُدَّثِّر	سُورَۃُ الفَاتِحَۃ
سُورَۃُ المَسَد	سُورَۃُ التَّکْوِیر	سُورَۃُ الأَعْلٰی	سُورَۃُ اللَّیْل	سُورَۃُ الفَجْر
سُورَۃُ الضُّحٰی	سُورَۃُ الشَّرْح	سُورَۃُ العَصْر	سُورَۃُ العَادِیَات	سُورَۃُ الکَوْثَر
سُورَۃُ التَّکَاثُر	سُورَۃُ المَاعُون	سُورَۃُ الکَافِرُون	سُورَۃُ الفِیل	سُورَۃُ الفَلَق
سُورَۃُ النَّاس	سُورَۃُ الإِخْلَاص	سُورَۃُ النَّجْم	سُورَۃُ عَبَسَ	سُورَۃُ القَدْر
سُورَۃُ الشَّمْس	سُورَۃُ البُرُوج	سُورَۃُ التِّین	سُورَۃُ قُرَیْش	سُورَۃُ القَارِعَۃ
سُورَۃُ القِیَامَۃ	سُورَۃُ الهُمَزَۃ	سُورَۃُ المُرْسَلَات	سُورَۃُ قٓ	سُورَۃُ البَلَد
سُورَۃُ الطَّارِق	سُورَۃُ القَمَر	سُورَۃُ صٓ	سُورَۃُ الأَعْرَاف	سُورَۃُ الجِنّ
سُورَۃُ یٰسٓ	سُورَۃُ الفُرْقَان	سُورَۃُ فَاطِر	سُورَۃُ مَرْیَم	

و سورۃ جو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تلاوت کی

نوٹ: یہ سورتیں ابتدائی مکی دور سے تعلق رکھتی ہیں

احادیث اور سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں زیادہ تر سورتیں توحید، اخلاقیات، قیامت اور انبیاء کے قصے بیان کرتی ہیں تاکہ مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کیا جائے۔

مکی / مدنی۔ مصحف میں نزول کے زمانی ترتیب کے مطابق (قرآن کی ترتیب نہیں بلکہ نزول کے وقت کے لحاظ سے) سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک سورتوں کی ترتیب درج ذیل ہے:

سُوْرَۃُ النَّبَاِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 80
سُوْرَۃُ النّٰزِعٰتِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 81
سُوْرَۃُ عَبَسَ	نزول کے اعتبار سے نمبر 24
سُوْرَۃُ التَّکْوِیْرِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 7
سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 82
سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِیْنَ	نزول کے اعتبار سے نمبر 86
سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاقِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 83
سُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 27
سُوْرَۃُ الطَّارِقِ	نزول کے اعتبار سے نمبر 36

نوٹ: اوپر دی گئی تعداد سورتوں کی نزول کے اعتبار سے زمانی ترتیب کو ظاہر کرتی ہے، نہ کہ قرآن مجید میں ان کی موجودہ ترتیب کو۔

مقدمہ - حصہ 3

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق کے نزول کے وقت مسلمانوں اور کفار کے حالات

سورۃ النباء (نزولی ترتیب میں 80 ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

- دعوت کے آغاز میں مسلمان کمزور تھے اور اسلام پھیل رہا تھا۔
- کفار کی طرف سے تمسخر کا سامنا تھا لیکن مشن کی کامیابی کی مضبوط امید رکھتے تھے۔

کفار کی حالت:

- قیامت اور حساب کتاب کے تصور کی شدید مخالفت۔
- رسول اللہ ﷺ کے پیغام کا مذاق اُڑانا اور یوم قیامت کا انکار۔

مخالفت کی نوعیت: قیامت کے انکار اور مومنین کا مذاق اُڑانا۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

- آخرت کے عقیدے کو مضبوط کرنا۔
- قریش کے قیامت کے انکار کا منطقی اور مضبوط جواب۔

سورۃ النازعات (نزولی ترتیب میں 81 ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

- دعوت کو ابھی بھی چیلنجز درپیش تھے اور مسلمان اپنی قلیل تعداد کے باوجود ایمان پر ثابت قدم تھے۔
- سورۃ نے قیامت اور حساب کتاب کے عقیدے کو مزید مضبوط کیا۔

کفار کی حالت:

- آخرت کے انکار پر قائم رہے۔
- یومِ قیامت کی آیات کا مذاق اُڑاتے رہے۔

مخالفت کی نوعیت: قیامت کے انکار اور فکری انتشار پھیلانا۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

- فرعون اور اس کی قوم کے قصے کی یاد دہانی، قریش کے لیے تنبیہ کے طور پر۔

سورۃ عبس (نزولی ترتیب میں 24ویں-مکی)

مسلمانوں کی حالت:

❖ دعوت کو مختلف سماجی طبقات تک پہنچانے کا آغاز۔

❖ کمزور مسلمانوں کی تعلیم اور غریبوں کی دیکھ بھال پر زور۔

کفار کی حالت:

❖ اسلام قبول کرنے والے کمزور لوگوں کو حقیر سمجھتے تھے۔

❖ نئے دین کو اپنے سماجی ڈھانچے کے لیے خطرہ سمجھتے تھے۔

مخالفت کی نوعیت: کمزور مسلمانوں کو حقیر جاننا اور اسلام کو "غلاموں کا دین" قرار دینا۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

❖ سورۃ کا نزول اس لیے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت حاصل کرنے والوں کی طرف توجہ دینے کی اہمیت سکھائی جائے۔

نوٹ: بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف غریب لوگوں نے اسلام قبول کیا، لیکن یہ درست نہیں؛ ابو بکر جیسے مالدار افراد بھی ایمان لائے (حوالہ: ماشاء ولم یثبت)۔

سورۃ التکویر (نزولی ترتیب میں 7ویں-مکی)

مسلمانوں کی حالت:

❖ شدید ظلم و ستم کا سامنا، لیکن سورۃ نے قیامت کے عقیدے کو مضبوط کیا۔

❖ مسلمانوں کو یومِ قیامت کی تیاری کی اہمیت کا احساس ہوا۔

کفار کی حالت:

❖ یومِ قیامت پر کائنات کے اُلٹ جانے کے تصور کا مذاق اُڑانا۔

❖ آخرت کی ہولناکیوں کی تصویر کشی کا مذاق اُڑانا۔

مخالفت کی نوعیت: غیبی حقائق کا انکار اور ان کا مذاق اُڑانا۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

❖ قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا مؤثر انداز میں بیان۔

سورۃ الانفطار (نزولی ترتیب میں 82ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

❖ کفار کے انکار کے باوجود مومنین کو ثابت قدم رہنے کی تلقین۔

❖ سورۃ نے یومِ قیامت کے دن جزا و سزا کے عدل پر زور دیا۔

کفار کی حالت:

❖ رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو نظر انداز کرنا اور اسے بگاڑنے کی کوشش کرنا۔

مخالفت کی نوعیت: انکار اور لوگوں کو ایمان سے روکنا۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

❖ ہر شخص کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کی یاددہانی۔

سورۃ المطففین (نزولی ترتیب میں 86ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

❖ کفار کی طرف سے معاشی اور سماجی استحصال کا شکار۔

❖ صبر اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی تلقین۔

کفار کی حالت:

❖ تجارتی دھوکہ دہی میں ملوث اور اخلاقی اقدار سے عاری۔

❖ مومنین کا مذاق اُڑانا اور انہیں حقیر جاننا۔

مخالفت کی نوعیت: معاشی استحصال اور سماجی حاشیہ نشینی۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

❖ دھوکہ دہی سے خبردار کرنا اور مومنین کے لیے عظیم اجر کو نمایاں کرنا۔

سورۃ الانشقاق (نزولی ترتیب میں 83 ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

❖ اللہ کی مدد کے قریب ہونے کا احساس۔

❖ مسلمان آخرت میں اللہ کے انصاف پر امید رکھتے تھے۔

کفار کی حالت:

❖ یومِ قیامت کا مکمل انکار۔

❖ حساب اور جزا کے تصور کا مذاق اُڑانا۔

مخالفت کی نوعیت: قیامت کی ہولناکیوں کا شدید انکار۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

❖ قیامت کے دن کے آغاز کے طور پر کائنات کے تباہی کی منظر کشی۔

سورۃ البروج (نزولی ترتیب میں 27 ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

❖ سخت ظلم و ستم برداشت کر رہے تھے۔

❖ سورۃ نے تاریخ سے (اصحاب الاخدود) کی مثال دے کر صبر و استقامت کی تلقین کی۔

کفار کی حالت:

❖ مومنین کو اذیت دینا اور دعوت کو دبانے کی کوشش کرنا۔

مخالفت کی نوعیت: مسلمانوں پر جسمانی اور نفسیاتی ظلم و ستم۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

❖ پچھلی قوموں کے قصے سنا کر مومنین کو حوصلہ دینا۔

سورۃ الطارق (نزولی ترتیب میں 36ویں - مکی)

مسلمانوں کی حالت:

- ❖ مشکلات کے باوجود دعوت جاری تھی۔
- ❖ مسلمان قلیل تعداد اور محدود وسائل کا شکار تھے۔

کفار کی حالت:

- ❖ شدید انکار اور دعوت کو روکنے کی کوششیں۔
- ❖ اپنی طاقت پر غرور۔

مخالفت کی نوعیت: مسلمانوں کی دعوتی کوششوں کا مذاق اُڑانا۔

سورۃ سے متعلق واقعات:

- ❖ ہر نفس کے یومِ قیامت حساب کے تصور پر زور۔

خلاصہ

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک کی مکی سورتوں نے توحید، قیامت اور ظلم و ستم کے مقابلے میں صبر پر توجہ دی۔
اس دور میں مسلمان ابتدائی مرحلے میں تھے، ظلم و ستم اور تمسخر برداشت کر رہے تھے۔
کفار نے مذاق سے لے کر ظلم و ستم تک مختلف طریقے اختیار کیے، لیکن ان سورتوں نے انہیں سخت تنبیہات اور قیامت کے دن کی ہولناک تصویریں دکھا کر باز رکھنے کی کوشش کی۔

مقدمہ - حصہ 4

شانِ نزول - جزء عم کی سورتوں کا شانِ نزول

نوٹ: سورۃ النبأ سے سورۃ الناس تک صرف مقبول أحادیث صحیح وحسن وحسن لغیرہ أحادیث کی بنیاد پر اسباب نزول کا ذکر کیا گیا ہے ضعیف غیر منجبر اور موضوع سے اجتناي کیا گیا ہے، یہ صحیح اسباب نزول، شیخ سلیم الھلالی کی کتاب الاستیعاب سے مأخوذ ہے، تفصیلی حوالے کے لئے شیخ کی کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

78۔ سورۃ النبأ کا شانِ نزول

شان نزول نہیں حدیث میں البتہ سورۃ کی ابتدائی آیات سے شان نزول واضح ہے کہ مکہ کے کفار قریش کا شدید اختلاف واضطراب بعث بعد الموت کی تصدیق کی تئیں

79۔ سورۃ النازعات کا شانِ نزول

1۔عن طارق بن شهاب: أن النبي ﷺ كان لا يزال يذكر من شأن الساعة؛ حتى نزلت: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا (٤٢)﴾ [صحيح][1]

---

[1] **تخريج** أخرجه النسائي في "تفسيره" (٢/ ٤٩٠ رقم ٦٦٥)، والطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ٣١)، والطبراني في "المعجم الكبير" (٨/ رقم ٨٢١٠) من طرق عن إسماعيل بن أبي خالد عن طارق به.

قلنا: وهذا سند صحيح، وطارق رأى النبي ﷺ ولم يسمع منه وهو من صغار الصحابة، ومراسيل الصحابة حجة.

وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٣٣): "رواه الطبراني وفيه من لم أعرفه".

قلنا: قد جاء من غير طريق الطبراني بسند صحيح.

وقال الحافظ ابن كثير في "تفسير القرآن العظيم" (٢/ ٢٨٤): "وهذا إسناد جيد قوي".

ترجمـــة : سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے حالات کا ذکر مسلسل فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا (٤٢)"

2۔عن عائشة رضي الله عنها قالت: لم يزل النبي ﷺ يسأل عن الساعة؛ حتى أنزل الله : ﴿فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا (٤٣) إِلَى رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا (٤٤)﴾ [صحيح][2]

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٤١٣) وزاد نسبته لعبد بن حميد وابن مردويه

[2] **تخريج** أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ٣١)، والبزار في "مسنده" (٣/ ٧٨ رقم ٢٢٧٩ – كشف)، والحاكم (١/ ٥، ٢/ ٥١٣، ٥١٤)، وأبو نعيم في "الحلية" (٧/ ٣١٤)، والخطيب في "تاريخ بغداد" (١١/ ٣٢١)، وإسحاق بن راهويه في "مسنده" -ومن طريقه ابن مردويه في "تفسيره"؛ كما في "تخريج الكشاف" (٤/ ١٥١) من طرق عن سفيان بن عيينة عن الزهري عن عروة عن عائشة.

قال البزار: "لا نعلم رواه هكذا إلا سفيان".

وقال أبو نعيم: "لا أعلم رواه عن الزهري غير ابن عيينة".

قلنا: وهذا سند صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

قال الحاكم في الموضع الأول: "هذا حديث لم يخرج في "الصحيحين" وهو محفوظ على شرطهما معاً؛ وقد احتجا معاً بأحاديث ابن عيينة عن الزهري عن عروة عن عائشة".

وقال في "الموضع الثاني": "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه؛ فإن ابن عيينة كان يرسله بآخره"، ووافقه الذهبي.

وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٣٣): "رواه البزار؛ ورجاله رجال الصحيح".

وأخرجه سعيد بن منصور في "سننه"؛ كما في "الدر المنثور" (٨/ ٤١٣) -ومن طريقه ابن مردويه في "تفسيره"؛ كما في "تخريج الكشاف" (٤/ ١٥١) -، وعبد الرزاق في "تفسيره" (٢/ ٣٤٧)، وابن مردويه في "تفسيره" من طريق نعيم بن حماد ثلاثتهم (سعيد بن منصور وعبد الرزاق ونعيم بن حماد) عن ابن عُيينة به مرسلاً لم يذكر عائشة.

قال أبو زرعة؛ كما في "العلل" لابن أبي حاتم (٢/ ٦٨ رقم ١٦٩٣): "الصحيح مرسل بلا عائشة".

ترجمۃ :ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلسل قیامت کے بارے میں سوالات کیئے جاتے رہے حتی کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

80۔ سورۃ عبس کا شانِ نزول

1۔عن عائشة رضي الله عنها؛ قالت: أُنزلت ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ في ابن أم مكتوم الأعمى، أتى رسول الله ﷺ فجعل يقول: يا رسول الله ! أرشدني، وعند رسول الله رجل من عظماء المشركين؛ فجعل رسول الله ﷺ يُعرض عنه ويقبل على الآخر، ويقول: "أترى بما تقول بأساً؟ "، فيقول: لا؛ ففي هذا أنزل [صحيح][3]

قلنا: لكن الذين رووه موصولاً أكثر وأثبت في ابن عيينة من غيرهم؛ كالحميدي، والوصل زيادة يجب قبولها، وما أحسن ما قاله الدارقطني في "علله"؛ كما في "تخريج الكشاف" (٤/ ١٥١): "وكان ابن عيينة أسنده مرة وأرسله أخرى"، ولعل إرساله له كان بآخره كما قال الحاكم -والله أعلم-.
والحديث ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٤١٣) وزاد نسبته لابن المنذر.

[3] **تخريج** أخرجه الترمذي (٥/ ٤٣٢ رقم ٣٣٣١)، والطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ٣٢)، وأبو يعلى في "المسند" (٨/ ٢٦١ رقم ٤٨٤٨)، وابن حبان في "صحيحه" (رقم ١٧٦٩ - "موارد")، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٢٩٧)، والحاكم (٢/ ٥١٤) من طرق عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به.
قلنا: وهذا سند صحيح على شرط الشيخين.
قال الحاكم: "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه؛ فقد أرسله جماعة عن هشام بن عروة"، وقال الذهبي: "وهو الصواب".
وقال الحافظ العراقي في "المغني عن حمل الأسفار" (٤/ ٢٤٤): "رجاله رجال الصحيح قال الترمذي: "هذا حديث غريب، وروى بعضهم هذا الحديث عن هشام بن عروة عن أبيه قال: أنزل ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى (١)﴾ في ابن أم مكتوم ولم يذكر فيه عن عائشة".

ترجمہ : ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ «عبس وتولی» والی سورۃ سیدنا عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آکر کہنے لگے: اللہ کے رسول! مجھے وعظ و نصیحت فرمایئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین کے اکابرین میں سے کوئی بڑا شخص موجود تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کرنے لگے اور دوسرے (مشرک) کی طرف توجہ فرماتے رہے اور اس سے کہتے رہے میں جو تمہیں کہہ رہا ہوں اس میں تم کچھ حرج اور نقصان پا رہے ہو؟ وہ کہتا نہیں، اسی سلسلے میں یہ آیتیں نازل کی گئیں۔

2ـعن أنس بن مالك رضي الله عنه في قوله -تعالى-: ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ جاء ابن أم مكتوم إلى النبي ﷺ وهو يكلم أُبيّ بن خلف؛ فأعرض عنه؛ فأنزل الله : ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾؛ قال: فكان النبي ﷺ بعد ذلك يكرمه [صحيح]

ترجمہ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ کے بارے میں یہ واقعہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُبیّ بن خلف سے گفتگو فرما رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبد اللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہ دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان عبد اللہ ابنِ

قلنا: أخرجه مالك في "الموطأ" (١/ ٢٠٣ رقم ٨ - رواية يحيي)، و (١/ ١٠٥ رقم ٢٧١ - رواية أبي مصعب الزهري)، والطبري في "جامع البيان" (٣/ ٣٣) عن هشام به مرسلاً.

والوصل زيادة يجب قبولها.

وصححه شيخنا الألباني في "صحيح الترمذي"، و"صحيح الموارد" (١٤٨١).

وذكر السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٤١٦): أن الترمذي حسّنه.

وزاد نسبته لابن المنذر وابن مردويه

اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کا بہت اکرام فرمایا کرتے تھے۔

3۔عن قتادة في قوله -تعالى-: ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾؛ قال: جاء ابن أم مكتوم إلى النبي ﷺ وهو يكلم أُبيّ بن خلف، فأعرض عنه؛ فأنزل الله -تعالى- عليه: ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾؛ قال: فكان النبي ﷺ بعد ذلك يكرمه.[صحيح][4]

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ کے بارے میں یہ واقعہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اس وقت آپ ﷺ اُبیّ بن خلف سے گفتگو فرمارہے تھے، تو آپ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہ دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ ان عبد اللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کا بہت اکرام فرمایا کرتے تھے۔

81۔سورۃ التکویر کا شانِ نزول

شان نزول نہیں

نوٹ: شان نزول نہیں حدیث میں البتہ سورۃ کی آیات سے شان نزول واضح ہے کہ مکہ کے کفار قریش کا شدید اختلاف واضطراب بعث بعد الموت کی تصدیق کی تئیں اور آفاق کی نشانیوں سے امکانِ بعث بعد الموت کا اثبات۔

82۔سورۃ الانفطار کا شانِ نزول

شان نزول نہیں

---

[4] **تخريج** أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ٣٣)، وعبد الرزاق في "تفسيره" (٢/ ٣٤٨) عن معمر وسعيد كلاهما عنه به. قلنا: وهذا مرسل صحيح الإسناد وقد تقدم موصولاً من حديث أنس .

نوٹ: شان نزول نہیں حدیث میں البتہ سورۃ کی آیات سے شان نزول واضح ہے کہ مکہ کے کفار قریش کا شدید اختلاف واضطراب بعث بعد الموت کی تصدیق کی تھیں۔

83۔ سورۃ المطففین کا شانِ نزول

1۔عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما؛ قال: لما قدم نبي الله ﷺ المدينة فكانوا من أخبث الناس كيلاً؛ فأنزل الله : ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾؛ فحسنوا الكيل بعد ذلك. [حسن][5]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں سب سے برے تھے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: " وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ "خرابی ہے کم تولنے والوں کے لیے۔ اتاری اس کے بعد وہ ٹھیک ناپنے لگے۔

---

[5] **تخريج** أخرجه النسائي في "تفسيره" (٢/ ٥٠٢ رقم ٦٧٤)، وابن ماجه (رقم ٢٢٢٣)، والطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ٥٨)، وابن حبان في "صحيحه" (رقم ١٧٧٠ - "موارد")، والطبراني في "المعجم الكبير" (١١/ ٢٩٤ رقم ١٢٠٤١)، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٢٩٨)، و"الوسيط" (٤/ ٤٤٠)، والحاكم في "المستدرك" (٢/ ٣٣)، والبيهقي في "السنن الكبرى" (٦/ ٣٢)، وفي "شعب الإيمان" (٤/ ٣٢٧ رقم ٥٢٨٦)، والبغوي في "معالم التنزيل" (٨/ ٣٦١) كلهم من طريق حسين بن واقد عن يزيد النحوي عن عكرمة عن ابن عباس به. قلنا: وهذا سند حسن قال الحاكم: "هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه"، ووافقه الذهبي. وقال السيوطي في "لباب النقول" (ص ٢٢٨)، و"الدر المنثور" (٨/ ٤٤١) -وزاد نسبته لابن مردويه-: "بسند صحيح

84۔ سورۃ الانشقاق کا شانِ نزول

شان نزول نہیں

نوٹ: شان نزول نہیں حدیث میں البتہ سورۃ کی آیات سے شان نزول واضح ہے کہ مکہ کے کفار قریش کا شدید اختلاف واضطراب بعث بعد الموت کی تصدیق کی تئیں۔

85۔ سورۃ البروج کا شانِ نزول

شان نزول نہیں

البتہ اصحاب الاخدود کے بارے صحیح مسلم میں تفصیلی حدیث ہے

نوٹ: شان نزول نہیں حدیث میں البتہ سورۃ کے مضامین سے شان نزول واضح ہے کہ مکہ کے کفار قریش کا شدید اختلاف واضطراب بعث بعد الموت کی تصدیق کی تئیں و تاریخی مثالوں سے سمجھایا گیا۔

86۔ سورۃ الطارق کا شانِ نزول

شان نزول نہیں

87۔ سورۃ الأعلی کا شانِ نزول

1۔عن البراء بن عازب رضي الله عنه؛ قال: كان أول من قدم علينا من أصحاب رسول الله ﷺ مصعب بن عمير وابن أم مكتوم، ثم قدم علينا عمار وسعد وبلال، ثم قدم عثمان في عشرين، ثم قدم رسول الله ﷺ، فما رأينا أهل المدينة فرحوا بشيء؛ فرحهم برسول الله ﷺ، فما قدم حتى نزلت: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وسورة من المفصل. [صحيح][6]

---

6 **تخريج** أخرجه البخاري (رقم ٣٩٢٤، ٣٩٢٥، ٤٩٤١، ٤٩٩٥)، والنسائي في "تفسيره" (٢/ ٥١٦، ٥١٧

ترجمہ: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سب سے پہلے جو ہمارے پاس (مدینہ) آئے، وہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر سیدنا عمار، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے۔ اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیس افراد کے ساتھ تشریف لائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ ہم نے مدینہ کے لوگوں کو کبھی کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا، جتنا وہ رسول اللہ ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے۔ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے ہی یہ آیت نازل ہو چکی تھی: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور مفصل سورتوں میں سے ایک اور سورت بھی۔

88۔ سورۃ الغاشیۃ کا شانِ نزول

شانِ نزول نہیں۔

89۔ سورۃ الفجر کا شانِ نزول

شانِ نزول نہیں۔

90۔ سورۃ البلد کا شانِ نزول

شانِ نزول نہیں

91۔ سورۃ الشمس کا شانِ نزول

شانِ نزول نہیں

رقم ٦٨٦)، وهذا لفظ النسائي

92۔ سورۃ اللیل کا شانِ نزول

1۔عن عبد الله بن الزبير رضي الله عنه؛ قال: نزلت هذه الآية في أبي بكر الصديق رضي الله عنه [حسن][7]

---

[7] **تخريج** أخرجه البزار في "البحر الزخار" (٦/ ١٦٨ رقم ٢٢٠٩)، والآجرّيُّ في "الشريعة" (٣/ ٥٣، ٥٤ رقم ١٣٥٠)، والطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٤٦)، والطبراني في "المعجم الكبير" (٢٠/ ٣ - قطعة من المجلد ١٣)، وابن عدي في "الكامل" (٦/ ٢٣٥٩)، والواحدي في "الوسيط" (٤/ ٥٠٥، ٥٠٦) من طريق مصعب بن ثابت عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن أبيه به.

قال البزار: "وهذا الحديث لا نعلم له طريقاً عن ابن الزبير إلا هذا الطريق، ولا نعلم رواه إلا بشر عن مصعب بن ثابت".

قلنا: وسنده ضعيف؛ لضعف مصعب بن ثابت.

قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٣٨): "رواه البزار؛ وفيه مصعب بن ثابت وثقه ابن حبان وضعفه جماعة، وشيخ البزار لم يسمعه".

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٣٨) وزاد نسبته لابن المنذر وابن مردويه وابن عساكر.

وأخرجه أحمد بن حنبل في "فضائل الصحابة" (١/ ٩٥ - ٩٧ رقم ٦٦)، وابنه عبد الله في "زوائد الفضائل" (١/ ٢٣٧ رقم ٢٩١) -ومن طريقه الواحدي في "أسباب النزول" (ص ٣٠٠، ٣٠١) -، والحاكم (٢/ ٥٢٥) من طريق ابن إسحاق حدثني محمد بن عبد الله بن أبي عتيق عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن أبيه به.

قلنا: وهذا إسناد حسن.

قال الحاكم: "هذا حديث صحيح على شرط مسلم"، ووافقه الذهبي.

قلنا: لم يخرج مسلم لابن إسحاق إلا متابعة.

(تنبيه): في "الفضائل"، والواحدي وقع اسم والد عامر بن عبد الله مبهماً [عن بعض أهله] وصرح به عند الحاكم.

ترجمـــة :سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ: یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

93۔ سورۃ الضحیٰ کا شانِ نزول

1۔عن جندب البجلي رضي الله عنه؛ قال: احتبس جبريل على النبي ﷺ؛ فقالت امرأة من قريش: أبطأ عليه شيطانه؛ فنزلت: ﴿وَالضُّحَى (١) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى (٢) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى (٣)﴾[صحيح][8]

وأخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٤٢): ثني هارون بن إدريس الأصم ثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربي ثنا محمد بن إسحاق عن محمد بن عبيد الله بن عبد الرحمن عن عامر بن عبد الله بن الزبير؛ قال: كان أبو بكر ا الصديق يعتق على الإسلام بمكة، فكان يعتق عجائز ونساء إذا أسلمن، فقال له أبوه: أي بنيّ! أراك تعتق أناساً ضعفاء، فلو أنك أعتقت رجالاً جلداً يقومون معك ويمنعونك ويدفعون عنك، فقال: أي أبت! إنما أريد -أظنه قال-: ما عند الله، قال: فحدثني بعض أهل بيتي أن هذه الآية أنزلت فيه: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى (٥) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى (٦) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى (٧)﴾، وقوله: ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى (٧)﴾، يقول: فسنهيئه لخلة اليسرى وهي العمل بما يرضاه الله منه في الدنيا؛ ليوجب له به في الآخرة الجنة.

قلنا: وهذا مع إرساله ضعيف، ابن إسحاق؛ مدلس وقد عنعن.

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٣٥) وزاد نسبته لابن عساكر

[8] **تخريج** أخرجه البخاري (رقم ١١٢٤، ١١٢٥، ٤٩٥٠، ٤٩٥١، ٤٩٨٣)، ومسلم (رقم ١٧٩٧).

وأخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٤٨)، والطبراني في "المعجم الكبير" (٢/ ١٧٣ رقم ١٧١٢) من طريق سفيان عن الأسود بن قيس عن جندب؛ قال: أبطأ جبريل على رسول الله ﷺ؛ فقال المشركون: قد ودع محمد؛ فأنزل الله على رسوله ﷺ: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى (٣) وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى (٤) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (٥)﴾.

ترجمہ: سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا جبریل علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں کچھ دیر ہو گئی، تو قریش کی ایک عورت نے کہا: ان کا شیطان ان پر دیر سے آیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: "قسم ہے دن کی روشنی کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے، آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی ناراض ہوا ہے"۔

2۔عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما؛ قال: عرض على رسول الله ﷺ ما هو مفتوح على أمته من بعده كفراً كفراً، فسُرَّ بذلك؛ فأنزل الله : ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ

قلنا: وهذا سند صحيح على شرطهما، وقد أخرجاه بنحو هذا السياق كما تقدم، وهذا اللفظ فيه بعض اختلاف.

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٤٠) وزاد نسبته للفريابي وسعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن المنذر وابن مردويه. وأخرج الطبراني (٢/ ١٧٣ رقم ١٧٠٩) بسند صحيح عن شعبة عن الأسود بن قيس عن جندب؛ قال: اشتكى رسول الله ﷺ فلم يقم ليلة أو ليلتين، فأتته امرأة فقالت: يا محمد! ما أرى شيطانك إلا قد تركك؛ فأنزل الله : ﴿وَالضُّحَى (١) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى (٢) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى (٣)﴾.

قلنا: وهذا إسناد صحيح على شرطهما ولم يخرجاه بهذا السياق.

وأخرج الترمذي في "جامعه" (٥/ ٤٤٢ رقم ٣٣٤٥)، وابن أبي حاتم في "تفسيره"؛ كما في "تفسير القرآن العظيم" (٤/ ٥٥٨) من طريق ابن أبي عمر وأبي أسامة كلاهما عن سفيان بن عيينة ثني الأسود بن قيس عن جندب؛ قال: كنت مع النبي ﷺ في غار فدميت أصبعه؛ فقال النبي ﷺ: "هل أنت إلا إصبع دميت، وفي سبيل الله ما لقيت"، قال: فأبطأ عليه جبريل ، فقال المشركون: قد ودع محمد؛ فأنزل الله -تعالى-: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى (٣)﴾.

قال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح".

قلنا: وسنده صحيح؛ رجاله ثقات رجال الصحيح، وقد أخرجاه بغير هذا السياق.

رَبُّكَ فَتَرْضَى (٥)﴾؛ فأعطاه الله في الجنة ألف قصر، في كل قصر ما ينبغي له من الولدان والخدم. [صحيح][9]

ترجمہ *:سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ سب کچھ پیش کیا گیا جو آپ*

---

[9] **تخريج** أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٤٩)، وابن أبي حاتم في "تفسيره"؛ كما في "تفسير القرآن العظيم" (٤/ ٥٥٨)، والطبراني في "المعجم الكبير" (١٠/ ٢٧٧ رقم ١٠٦٥٠)، و"الأوسط" (٣/ ٢٩٧ رقم ٣٢٠٩)، والحاكم (٢/ ٥٢٦)، والبيهقي في "دلائل النبوة" (٧/ ٦١)، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٣٠٢)، و"الوسيط" (٤/ ٥٠٩)، وأبو نعيم في "حلية الأولياء" (٣/ ٢١٢) من ثلاثة طرق عن الأوزاعي عن إسماعيل بن عبيد الله المخزومي عن علي بن عبد الله بن عباس عن أبيه به.

قلنا: وهذا حديث صحيح رجاله ثقات.

قال الحاكم: "هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه"، وتعقبه الذهبي بقوله: "تفرد به عصام بن رواد عن أبيه وقد ضعف" قلنا: كذا قال، بل تابعه محمد بن خلف السري عند الطبري والواحدي، وتوبع أيضاً عند من ذكرنا.

وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٣٩): "وإسناد "الكبير" حسن".

قلنا: هو نفس إسناد "الأوسط"؛ فلا داعي لتخصيص "الكبير" دون "الأوسط"، ولكن بالمتابعات التي ذكرنا يصح الحديث، نعم؛ طريق الطبراني حسن؛ لكن يصح بمتابعاته.

وقال الحافظ ابن كثير: "إسناده صحيح"، وقال السيوطي في "لباب النقول" (ص ٢٣١): "إسناده حسن".

وأخرجه الطبراني في "الأوسط" (١/ ١٧٩، ١٨٠ رقم ٥٧٢) من طريق معاوية بن أبي العباس عن إسماعيل بنحوه.

قال الهيثمي في "المجمع" (٧/ ١٣٩): "وفيه معاوية بن أبي العباس ولم أعرفه".

قلنا: لا يضر هذا؛ فقد تابعه الأوزاعي كما تقدم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی امت کے لیے آپ کے بعد کھولا جائے گا، ایک ایک کر کے یعنی نعمتیں اور فتوحات، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اس پر خوش ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اور یقیناً آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو جنت میں ایک ہزار محل عطا فرمائے، اور ہر محل میں وہ سب کچھ ہے جو آپ کے شایانِ شان ہے، خدام اور نوجوان خدام سمیت۔

94۔ سورۃ الشرح کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

95۔ سورۃ التین کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

96۔ سورۃ العلق کا شانِ نزول

1۔عن عائشة رضي الله عنها؛ أنها قالت: كان أول ما بدئ به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة في النوم، فكان لا يرى رؤيا إلا جاءت مثل فلق الصبح، ثم حبب إليه الخلاء، وكان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه –وهو التعبد– الليالي ذوات العدد، قبل أن ينزع إلى أهله ويتزود لذلك، ثم يرجع إلى خديجة فيتزود لمثلها، حتى جاءه (وفي رواية: فجئه) الحق وهو في غار حراء، فجاءه الملك فيه؛ فقال: "اقرأ، قال: ما أنا بقارئ، قال: فأخذني فغطني؛ حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني، فقال: اقرأ، قلت: ما أنا بقارئ، فأخذني فغطني الثانية؛ حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني فقال: اقرأ، فقلت: ما أنا بقارئ، فأخذني فغطني الثالثة، ثم أرسلني فقال: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥)﴾ الآيات"، فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فؤاده، فدخل على خديجة بنت

خويلد رضي الله عنها، فقال: "زملوني زملوني"؛ فزملوه حتى ذهب عنه الروع، فقال لخديجة: ما لي؟ وأخبرها الخبر، وقال: "لقد خشيت على نفسي"، فقالت له خديجة: كلا، والله ما يخزيك الله أبداً؛ فوالله إنك لتصل الرحم، وتصدق الحديث، وتحمل الكَلّ، وتكسب المعدوم، وتقري الضيف، وتعين على نوائب الحقّ، فانطلقت به خديجة حتى أتت به ورقة بن نوفل بن أسد بن عبد العزى بن قصي -وهو ابن عم خديجة أخي أبيها، وكان امرءاً قد تنصر في الجاهلية، وكان يكتب الكتاب العبراني، فيكتب من الإنجيل بالعبرانية ما شاء الله أن يكتب، وكان شيخاً كبيراً قد عمي-، فقالت له خديجة: يا ابن عم! اسمع من ابن أخيك، فقال له ورقة: يا ابن أخي! ماذا ترى؟ فأخبره رسول الله ﷺ خبر ما رأى، فقال له ورقة: هذا الناموس الذي نزّل الله على موسى، يا ليتني فيها جَذَعاً، ليتني أكون حياً؛ إذ يخرجك قومك، فقال رسول الله ﷺ: "أوَ مخرجي هم؟" قال: نعم؛ لم يأتِ رجل قط بمثل ما جئت به إلا عودي -وفي رواية: أوذي- وإن يدركني يومك أنصرك نصراً مؤزراً، ثم لم ينشب ورقة أن توفي، وفتر الوحي [صحيح البخارى][10]

ترجمہ :ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانب قدرت آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ

---

10 **تخريج**　أخرجه البخاري (رقم ٣)، ومسلم (رقم ١٦٠).

رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جاکر خلوت گزیں ہو جاتے، یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ پر حق منکشف ہو گیا اور آپ ﷺ غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے۔ پس یہی آیتیں آپ ﷺ سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ ﷺ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو کمبل اڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کی نے آپ ﷺ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں، آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت وخواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لیے خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی

بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ ﷺ کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجیئے وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے، اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین و مقبول ہوں) ورقہ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔

2۔عن عائشة رضي الله عنها؛ قالت: إن أول ما نزل من القرآن: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١)﴾ [صحيح][11]

---

[11] **تخريج** أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٦٢)، والحاكم (٢/ ٢٢٠، ٢٢١ رقم ٥٢٩)، والبيهقي في "دلائل النبوة" (٢/ ١٥٥) من طرق عن سفيان بن عيينة عن محمد بن إسحاق عن الزهري عن عروة عن عائشة به.

قلنا: وهذا إسناد ضعيف؛ ابن إسحاق مدلس وقد عنعن.

قال الحاكم: "هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه"، ووافقه الذهبي.

وقلنا: وقد وهما في هذا؛ فإن مسلماً لم يخرج له في الأصول بل في المتابعات والشواهد.

وقال البيهقي: "هذا إسناد صحيح".

قلنا: وأين ذهبت عنعنة ابن إسحاق؟! لكن الحديث صحيح بما قبله.

ترجمہ :ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن مجید کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ ہے۔

3۔عن أبي رجاء العطاردي؛ قال: أخذت من أبي موسى ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ وهي أول سورة أنزلت على محمد ﷺ. وفي رواية قال: كان أبو موسى الأشعري يطوف علينا في هذا المسجد مسجد البصرة يقعد حلقاً، فكأني أنظر إليه بين بردين أبيضين يقرئني القرآن ومنه أخذت هذه السورة ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾، قال أبو رجاء: فكانت أول سورة أنزلت على محمد رسول الله ﷺ [صحيح][12]

ترجمہ :ابو رجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سورۃ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٦١) وزاد نسبته لابن مردويه

[12] **تخريج** أخرجه ابن أبي شيبة في "مصنفه" (١٠/ ٥٤٢ رقم ١٠٢٦٩، ١٤/ ٨٨ رقم ١٧٦٦٤)، والطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٦٢)، وأبو نعيم في "الحلية" (١/ ٢٥٦، ٢٥٧)، والحاكم (٢/ ٢٢٠) من طرق عن قرة بن خالد عن أبي رجاء به.

قلنا: وهذا سند صحيح؛ رجاله ثقات؛ لكنه مرسل، يوضح هذا الرواية الأخرى التي ذكرنا، لكن تقدم له شاهد من حديث عائشة؛ فالحديث بمجموعهما حسن -إن شاء الله- على أقل الأحوال، وسيأتي له شاهدان مرسلان عن مجاهد وعبيد بن عمير.

وقال الحاكم: "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه"، ووافقه الذهبي.

قلنا: لكنه مرسل.

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٦٠) وزاد نسبته لابن الضريس وابن الأنباري في "المصاحف" والطبراني وابن مردويه

رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ سیکھی، اور یہی وہ پہلی سورت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مسجدِ بصرہ میں ہمارے پاس آیا کرتے تھے، حلقوں میں بیٹھتے، اور مجھے یوں لگتا جیسے میں انہیں دو سفید چادروں میں دیکھ رہا ہوں، وہ مجھے قرآن پڑھاتے، اور میں نے ان سے یہی سورت سیکھی: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾-ابو رجاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہی وہ پہلی سورت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔

4-عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما؛ قال: أول ما نزل من القرآن بمكة: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾[صحيح لغيره][13]

ترجمة: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قرآن مجید کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت یہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ تھی۔

5-عن مجاهد؛ قال: أول ما نزل من القرآن: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ ثم: ﴿ن﴾[صحيح لغيره][14]

---

[13] **تخريج** ذكره السيوطي في "الدر المنثور" ونسبه لابن مردويه.

قلنا: أخرجه البيهقي في "دلائل النبوة" (٧/ ١٤٣، ١٤٤) من طريق عبد العزيز بن عبد الرحمن ثنا خصيف عن مجاهد عن ابن عباس.

قلنا: وهذا إسناد ضعيف؛ فيه علتان:

الأولى: خصيف؛ ضعيف.

الثانية: وعبد العزيز هذا؛ ضعيف -أيضاً

[14] **تخريج** أخرجه ابن أبي شيبة في "مصنفه" (١٠/ ٥٤١ رقم ١٠٢٦٦، ١٤/ ٨٨ رقم ١٧٦٦٥)، والطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٦٢، ١٦٣) من طرق عن الثوري عن ابن أبي نجيح عن مجاهد به.

ترجمہ: مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ تھی، پھر سورۃ ن نازل ہوئی۔

7-عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما؛ قال: كان النبي ﷺ يصلي، فجاء أبو جهل؛ فقال: ألم أنهك عن هذا؟ ألم أنهك عن هذا؟ فانصرف النبي ﷺ فزبره، فقال أبو جهل: إنك لتعلم ما بها نادٍ أكثر مني؛ فأنزل الله : ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨)﴾؛ فقال ابن عباس: فوالله لو دعا ناديه؛ لأخذته زبانية الله [صحيح]

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو جہل آیا اور کہنے لگا: کیا میں نے آپ (ﷺ) اس (یعنی نماز) سے منع نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہیں اس سے منع نہیں کیا تھا؟ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے سختی سے جھڑکا تو ابو جہل نے کہا: آپ (ﷺ) جانتے ہو کہ اس (مکہ) میں میرے جتنے حمایتی ہیں کسی اور کے نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨)﴾: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر وہ اپنے حمایتیوں کو بلاتا تو اللہ کے داروغے (زبانیہ) اسے فوراً پکڑ لیتے۔

8- وعنه -أيضاً- رضي الله عنه؛ قال: قال أبو جهل: لئن عاد محمد يصلي إلى القبلة؛ لأقتلنَّه، فعاد؛ فأنزل الله : ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ إلى قوله: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨)﴾ فلما قيل لأبي جهل: إنه قد عاد؛ قال: لقد حيل ما بيني

قلنا: وهذا مرسل صحيح الإسناد.

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٦٢) وزاد نسبته لعبد بن حميد وابن المنذر

وبينه، قال ابن عباس: والله لو تحرك؛ لأخذته الملائكة والناس ينظرون [صحيح][15]

ترجمہ: اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا: اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوبارہ قبلہ رخ نماز پڑھیں گے تو میں انہیں ضرور قتل کر دوں گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نماز پڑھی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ سے لے کر ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨)﴾ تک۔ جب ابو جہل سے کہا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نماز پڑھی ہے، تو اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان کوئی رکاوٹ آ گئی ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر وہ (ابو جہل) حرکت بھی کرتا تو فرشتے اسے لوگوں کے سامنے ہی پکڑ لیتے۔

9- عن أبي هريرة رضي الله عنه؛ قال: قال أبو جهل: هل يعفّر محمد وجهه بين أظهركم (١) ؟، قال: فقيل: نعم، فقال: واللات والعزى، لئن رأيته يفعل ذلك؛ لأطأن على رقبته، أو لأعفرن وجهه في التراب، قال: فأتى رسول الله ﷺ وهو يصلي، زعم ليطأ على

---

15 **تخريج** أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٦٥)، والطبراني في "المعجم الأوسط" (٨/ ٢٠١ رقم ٨٣٩٨) من طريقين عن يونس بن أبي إسحاق عن العيزار بن حريث عن ابن عباس به.

قلنا: وهذا سند حسن على شرط مسلم، وفي يونس كلام لا ينزله عن رتبة الحسن.

وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٣٩): "رواه الطبراني في "الأوسط"؛ وفيه موسى بن سهل الوشاء وهو ضعيف!!".

قلنا: موسى بن سهل شيخ الطبراني المذكور هو أبو عمر الجوني البصري وهو ثقة حافظ، وليس هو ابن سهل الوشاء كما قال الهيثمي، كما أن الوشاء هذا ليس من شيوخ الطبراني.

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٦٤) وزاد نسبته لأبي نعيم في "الدلائل

رقبته، قال: فما فجئهم منه إلا وهو ينكص على عقبيه ويتقي بيديه، قال: فقيل له: ما لك؟ فقال: إن بيني وبينه لخندقاً من نار وهولاً وأجنحة، فقال رسول الله ﷺ: "لو دنا مني؛ لاختطفته الملائكة عضواً عضواً"، قال: فأنزل الله لا ندري في حديث أبي هريرة أو شيء بلغه-: ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى (٦) أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى (٧) إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى (٨) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (٩) عَبْدًا إِذَا صَلَّى (١٠) أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى (١١) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى (١٢) أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى (١٣) يعني: أبا جهل ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى (١٤) كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (١٥) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧)﴾؛ يعني: قومه ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلَّا لَا تُطِعْهُ﴾ (٢). [صحيح][16]

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا: ابوجہل نے کہا: کیا محمد ﷺ تم لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں؟ (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: تو کہا گیا: ہاں چنانچہ اس نے کہا: لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو روندوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملاؤں گا (العیاذ باللہ!) "ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں!" کہا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کے پاس آیا اور یہ ارادہ کیا کہ آپ کی گردن مبارک کو روندے (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: تو وہ انہیں اچانک ایڑیوں کے بل پلٹتا ہوا اور اپنے دونوں ہاتھوں (کو آگے کر کے ان) سے اپنا بچاؤ کرتا ہوا نظر آیا۔ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: تو اس سے کہا گیا: تمہیں کیا ہوا؟ تو اس نے کہا: میرے اور اس کے درمیان آگ کی ایک خندق اور سخت ہول (پیدا کرنے والی مخلوق) اور بہت سے پر تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ایک ایک عضو کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔" (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى (٦) أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى (٧) إِنَّ إِلَى رَبِّكَ الرُّجْعَى (٨) أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى

---

16 **تخريج** أخرجه مسلم في "صحيحه" (٤/ ٢١٥٤، ٢١٥٥ رقم ٢٧٩٧).

(٩) عَبْدًا إِذَا صَلَّى (١٠) أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى (١١) أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى (١٢) أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى (١٣) يعني: أبا جهل ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى (١٤) كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (١٥) نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧)﴾؛ يعني: قومه ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلَّا لَا تُطِعْهُ﴾

10۔عن قتادة: ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (١٩)﴾: ذكر لنا أنها نزلت في أبي جهل، قال: لئن رأيت محمداً يصلي؛ لأطأن على عنقه؛ فأنزل الله: ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (١٩)﴾؛ قال: قال نبي الله ﷺ حين بلغه الذي قال أبو جهل؛ قال؛ "لو فعل؛ لاختطفته الزبانية". [صحيح][17]

ترجمہ: قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آیت ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (١٩)﴾ ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے کہا تھا: اگر میں نے محمد ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن پر پاؤں رکھوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (١٩)﴾۔ نبی کریم ﷺ کو جب ابو جہل کی یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ ایسا کرتا تو زبانیة (دوزخ کے سخت فرشتے) اسے فوراً پکڑ لیتے۔

---

[17] **تخريج** أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٦٦)، وعبد الرزاق في "تفسيره" (٢/ ٣٨٤) من طريق سعيد بن أبي عروبة ومعمر كلاهما عن قتادة به.

قلنا: وهذا مرسل رجاله ثقات، ويشهد له ما سبق

97۔ سورۃ القدر کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

98۔ سورۃ البینۃ کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

99۔ سورۃ الزلزلۃ کا شانِ نزول

1۔عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه؛ أنه قال: أنزلت ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (١)﴾ وأبو بكر الصديق قاعد، فبكى حين أنزلت، فقال له رسول الله ﷺ: "ما يبكيك يا أبا بكر؟ ! "، قال: يبكيني هذه السورة، فقال له رسول الله ﷺ: "لولا أنكم تخطئون وتذنبون، فيغفر الله لكم؛ لخلق الله أمة يخطئون ويذنبون، فيغفر لهم" [حسن][18]

---

[18] **تخريج** أخرجه ابن جرير الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ١٧٥)، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٣٠٤)، وابن أبي الدنيا في "الرقة والبكاء" (ص ٧٥)، والطبراني في "المعجم الكبير" (ص ٣٨ رقم ٨٧ - قطعة من المجلد ١٣)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٥/ ٤١٠ رقم ٧١٠٣) من طرق عن ابن وهب؛ قال: ثنا حيي بن عبد الله المعافري عن أبي عبد الرحمن الحبلي عن عبد الله به.

قلنا: وهذا سند حسن؛ رجاله ثقات رجال الصحيح؛ غير حيي المعافري، وفيه كلام، وفي "التقريب": "صدوق يهم".

قال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٤١): "وفيه حيي بن عبد الله المعافري وثقه ابن معين وغيره، وبقية رجاله رجال الصحيح".

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٥٩٤) وزاد نسبته لابن مردويه.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (١)﴾، اس وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، تو وہ رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: 'اے ابو بکر! آپ کو کس چیز نے رلایا؟' انہوں نے عرض کیا: 'مجھے یہ سورت رُلا دیتی ہے۔' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اگر تم گناہ نہ کرتے اور اللہ تمہیں معاف نہ کرتا، تو اللہ ایسی امت پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور اللہ ان کو معاف کرتا۔

100۔ سورۃ العادیات کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

101۔ سورۃ القارعۃ کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

102۔ سورۃ التکاثر کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

103۔ سورۃ العصر کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

104۔ سورۃ الھمزۃ کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

105۔ سورۃ الفیل کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

106۔سورۃ قریش کا شانِ نزول

1۔عن أم هانئ بنت أبي طالب رضي الله عنه: أن رسول الله ﷺ قال: "فضّل الله قريشاً بسبع خلال: أني منهم، وأن النبوة فيهم، والحجابة والسقاية فيهم، وأن الله نصرهم على الفيل، وأنهم عبدوا الله عشر سنين لا يعبده غيرهم، وأن الله أنزل فيهم سورة من القرآن"، ثم تلا رسول الله ﷺ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (١) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (٢) فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (٣) الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (٤)﴾ (٢). [حسن لغيره][19]

---

[19] **تخريج** أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" (١/ ٣٢١)، والآجري في "الشريعة" (٣/ ٣٩٢ رقم ١٨٢٦)، وابن عدي في "الكامل" (١/ ٢٦٠، ٢٦١)، والطبراني في "المعجم الكبير" (٢٤/ ٣٢٤ رقم ٩٩٤) -ومن طريقه الحافظ العراقي في "محجة القرب إلى محبة العرب" (ص ٢٣٢، ٢٣٣ رقم ١٣٠) -، والحاكم (٢/ ٥٣٦، ٤/ ٥٤)، والبيهقي في "الخلافيات"؛ كما في "تفسير القرآن العظيم" (٤/ ٥٩١)، و"مناقب الشافعي" (١/ ٣٤)، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٣٠٦) من طرق عن إبراهيم بن محمد بن ثابت بن شرحبيل ثني عثمان بن عبد الله بن أبي عتيق عن سعيد بن عمرو بن جعدة بن هبيرة عن أبيه عن جدته أم هانئ به.

قال الحافظ العراقي: "هذا حديث حسن، ورجاله كلهم ثقات معروفون؛ إلا عمرو بن جعدة بن هبيرة فلم أجد فيه تعديلاً ولا تجريحاً، وهو ابن أخت علي بن أبي طالب، وهو أخو يحيى بن جعدة بن هبيرة أحد الثقات".

وتعقبه شيخنا العلامة أبو عبد الرحمن الألباني في "سلسلة الأحاديث الصحيحة" (٤/ ٥٨٦ رقم ١٩٤٤) بقوله: "قلت: في هذا الكلام نظر من وجوه: الأول: أنه مع جهالة عمرو بن جعدة التي أشار إليها العراقي؛ فإن ابنه سعيد حاله قريب من حال أبيه؛ فإنه لم يوثقه غير ابن حبان، لكن قد روى عنه جمع. والثاني: أن عثمان بن عبد الله بن أبي عتيق أورده ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" (٣/ ١/ ١٥٦) من رواية إبراهيم هذا وسليمان بن بلال عنه، ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً، ولعله في

"ثقات ابن حبان" [قلنا: هو فيه (٧/ ١٩٨)]. الثالث -وهو الأهم-: أن علة الحديث إبراهيم المذكور؛ فإنه مختلف فيه؛ فقد وثقه ابن حبان [في "ثقاته" (٦/ ١٥)]، وقال ابن أبي حاتم (١/ ١/ ١٢٥) عن أبيه: "صدوق".

وقال ابن عدي: "روى عنه عمرو بن أبي سلمة وغيره مناكير"، وكذا قال الذهبي واستنكر له هذا الحديث كما يأتي، لكن ختم ابن عدي ترجمته بقوله: "وأحاديثه صالحة محتملة ولعله أُتي ممن قد رواه عنه".

قلت: كيف يصح هذا الاحتمال وممن روى عنه المناكير عمرو بن أبي سلمة كما سبق عن ابن عدي نفسه، وعمرو ثقة حافظ؟ وروى عنه هذا الحديث ذاته أبو مصعب كما رأيت وهو أحمد بن أبي بكر الزهري المدني الفقيه، وهو ثقة -أيضاً- من رجال الشيخين.

وبالجملة؛ فإبراهيم هذا لا يخلو من ضعف ما دام أن الثقات رووا عنه المناكير، ومما يؤيد ذلك أنه خولف في إسناده؛ فقال الإمام البخاري عقبه: "وقال لي الأويسي: حدثني سليمان عن عثمان بن عبد الله بن أبي عتيق عن ابن جعدة المخزومي عن ابن شهاب عن النبي ﷺ نحوه".

قلنا؛ فأرسله أو أعضله، ورجحه البخاري؛ فقال عقبه: "بإرساله أشبه".

وسليمان الذي أرسله هو ابن بلال المدني ثقة من رجال الشيخين -أيضاً-، فمخالفة إبراهيم إياه في وصل الحديث مردودة، كما لا يخفى على من كان عنده أدنى معرفة بقواعد هذا العلم الشريف". اهـ.

وقال الحاكم: "هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه" وتعقبه الذهبي بقوله: "قلت: يعقوب ضعيف، وإبراهيم صاحب مناكير، هذا أنكرها وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (١٠/ ٢٤): "وفيه من لم أعرفه".

وللحديث شاهد من حديث الزبير بن العوام؛ قال رسول الله ﷺ: "فضل الله قريشاً بسبع خصال: فضلهم بأنهم عبدوا الله عشر سنين لا يعبده إلا قرشي، وفضلهم بأنه نصرهم يوم الفيل وهم مشركون، وفضلهم بأنه نزلت فيهم سورة من القرآن لم يدخل فيهم غيرهم: ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (١)﴾، وفضلهم بأن فيهم النبوة والخلافة والحجابة والسقاية".

ترجمہ :سیدہ اُمِّ ہانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے قریش کو سات خصوصیات کے ساتھ فضیلت دی:(1) میں خود قریش میں سے ہوں،(2) نبوت انہی میں ہے،(3) خانہ کعبہ

أخرجه الطبراني في "الأوسط" (٩/ ٧٦ رقم ٩١٧٣) -ومن طريقه العراقي في "محجة القرب إلى محبة العرب" (ص ٢٣٣، ٢٣٤ رقم ١٣٧) -: ثنا مصعب بن إبراهيم بن حمزة ثني أبي ثنا عبد الله بن مصعب بن ثابت بن عبد الله بن الزبير عن هشام بن عروة عن أبيه عن الزبير مرفوعاً به.

قال الطبراني: "لم يرو هذا الحديث عن هشام بن عروة إلا عبد الله بن مصعب، ولا يروى عن الزبير إلا بهذا الإسناد".

قلنا: وهذا سند حسن في الشواهد؛ رجاله ثقات غير عبد الله بن مصعب بن ثابت ففيه ضعف؛ فقد ضعفه ابن معين، وقال أبو حاتم: شيخ، ولم يوثقه إلا ابن حبان.

أما شيخ الطبراني مصعب؛ فقال ابن الجزري في "غاية النهاية" (٢/ ٢٩٩): "ضابط محقق قرأ على قالون وله عنه نسخة وهو من جلة أصحابه".

وأبوه إبراهيم صدوق من رجال البخاري.

ومع ذلك توبع مصعب؛ فقد أخرجه البيهقي في "المناقب" (١/ ٣٣)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" (١٧/ ٤٩٣ رقم ٢) من طريق آخر عن مصعب به.

ولذلك قال الحافظ العراقي عقبه: "هذا حديث يصلح أن يخرج للاعتبار به والاستشهاد؛ فإن عبد الله بن مصعب بن ثابت ذكره ابن حبان في "الثقات"، وضعفه ابن معين" وهو كما قال.

وقال شيخنا الألباني (٤/ ٥٨٨): "وهو صالح للاستشهاد كما يشير إليه كلامه؛ فهو على الأقل صالح للاعتضاد به والاستشهاد بحديثه، وسائر رجاله ثقات غير شيخ الطبراني مصعب؛ فإني لم أجد له ترجمة. . . لكنه توبع".

ثم قال شيخنا في نهاية البحث: "ولذلك؛ فقد انشرح صدري واطمأنت النفس لقول الحافظ العراقي المتقدم: إنه حديث حسن؛ يعني: لغيره، لا سيما ولبعض فقراته شواهد. . . ". اهـ. والحديث ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٦٣٤) وزاد نسبته لابن مردويه.

کی نگہبانی انہی کے ذمے ہے، (4) حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی انہی کے پاس ہے، (5) اللہ تعالیٰ نے انہیں اصحابِ فیل پر فتح دی، (6) انہوں نے دس سال تک اللہ کی عبادت کی جب کہ اس وقت کوئی اور اللہ کی عبادت نہیں کرتا تھا، (7) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن میں ایک سورت نازل فرمائی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۃ قریش کی تلاوت فرمائی۔۔۔۔

107۔ سورۃ الماعون کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

108۔ سورۃ الکوثر کا شانِ نزول

1-عن أنس بن مالك رضي الله عنه؛ قال: بينا رسول الله ﷺ ذات يوم بين أظهرنا؛ إذ أغفى إغفاءة، ثم رفع رأسه متبسماً، فقلنا: ما أضحكك يا رسول الله؟! قال: "أنزلت عليّ آنفاً سورة"، فقرأ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (١) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (٢) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (٣)﴾، ثم قال: "أتدرون ما الكوثر؟"، فقلنا: الله ورسوله أعلم، قال: "فإنه نهر وعدنيه ربي ، عليه خير كثير؛ هو حوض ترد عليه أمتي يوم القيامة، آنيته عدد النجوم، فيختلج العبد منهم، فأقول: رب! إنه من أمتي، فيقول: ما تدري ما أحدثت بعدك" [صحيح][20]

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے جب اسی اثناء میں آپ کچھ دیر کے لیے نیند جیسی کیفیت میں چلے گئے، پھر آپ مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے؟ آپ نے فرمایا: "ابھی مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے۔" پھر آپ نے

---

20 **تخريج** أخرجه مسلم (رقم ٤٠٠)

پڑھا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ٪﴿۳﴾ (بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔ پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں، یقیناً آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے)۔ پھر آپ نے کہا: ”کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟“ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس پر بہت بھلائی ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت پانی پینے کے لیے آئے گی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو کھینچ لیا جائے گا تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ میری امت سے ہے۔ تو وہ فرمائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں نکالیں۔

2۔عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما، قال: لما قدم كعب بن الأشرف مكة؛ قالت له قريش: أنت خير أهل المدينة وسيدهم؟ قال: نعم، قالوا: ألا ترى إلى هذا المنبتر من قومه يزعم أنه خير منا؟ ونحن؛ يعني: أهل الحجيج وأهل السدانة، قال: أنتم خير منه؛ فنزلت: ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (٣)﴾، ونزلت: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾ إلى قوله: ﴿فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا﴾ [النساء:٥١، ٥٢] (٢). [صحيح]

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: جب کعب بن اشرف مکہ آیا تو قریش نے اس سے کہا: کیا تم اہلِ مدینہ میں سب سے بہتر اور ان کے سردار ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: کیا تم نے اس شخص (محمد ﷺ) کو نہیں دیکھا جو اپنی قوم میں بے نسل ہو چکا ہے، اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے؟ حالانکہ ہم حج کرنے والے اور خانہ کعبہ کی خدمت کرنے والے ہیں۔ کعب نے کہا: تم اس سے بہتر ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔

109۔ سورۃ الکافرون کا شانِ نزول

شان نزول نہیں۔

110۔ سورۃ النصر کا شانِ نزول

1۔عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما؛ قال: تعلم أي آخر سورة نزلت جميعاً؟ قلت: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ (١)﴾؛ قال: صدقت [صحيح][21]

ترجمۃ :(عبید اللہ بن عبد اللہ عتبہ نے کہا) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ قرآن مجید کی آخری سورت جو یکبارگی مکمل نازل ہوئی کون سی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ انہوں نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

111۔ سورۃ المسد کا شانِ نزول

1-عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما: أن النبي ﷺ خرج إلى البطحاء، فصعد إلى الجبل؛ فنادى: "يا صباحاه!"؛ فاجتمعت إليه قريش، فقال: "أرأيتم إن حدثتكم أن العدو مصبحكم وممسّيكم أكنتم تصدقوني؟"، قالوا: نعم، قال: "فإني نذير لكم بين يدي عذاب شديد"؛ فقال أبو لهب -عليه لعنة الله- للنبي ﷺ: تباً لك سائر اليوم؛ ألهذا جمعتنا؟ فنزلت: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (١)﴾ [صحيح][22]

ترجمۃ :سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء کی طرف نکلے اور پہاڑ پر چڑھ کر

---

[21] **تخريج** أخرجه مسلم (رقم ٣٠٢٤)

[22] **تخريج** أخرجه البخاري (رقم ١٣٩٤، ٣٥٢٥، ٤٨٠١، ٤٩٧١، ٤٩٧٢، ٤٩٧٣)، ومسلم (رقم ٢٠٨/ ٣٥٥، ٣٥٦)

آواز دی: 'یاصباحاہ!'، قریش کے لوگ آپ ﷺ کی طرف جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے، تو کیا تم میری بات مانو گے؟' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں تمہیں ایک سخت عذاب سے پہلے خبر دار کرنے والا ہوں۔ اس پر ابو لہب (اللہ کی لعنت ہو ابو لہب پر) نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو! کیا تم نے ہم سب کو اس لیے جمع کیا تھا؟' تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المسد نازل فرمائی۔

112۔ سورۃ الإخلاص کا شانِ نزول

1-عن أُبي بن كعب رضي الله عنه: أن المشركين قالوا لرسول الله ﷺ: انسب لنا ربك؛ فأنزل الله : ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢)﴾؛ فالصمد: الّذي لم يلد ولم يولد؛ لأنه ليس شيء يولد إلا سيموت، ولا شيء يموت إلا سيورث، وإن الله لا يموت ولا يورث، ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣)﴾؛ قال: لم يكن له شبيه ولا عدل وليس كمثله شيء [حسن][23]

---

[23] أخرجه أحمد في "المسند" (٥/ ١٣٤)، والبخاري في "التاريخ الكبير" (١/ ٢٤٥)، وابن أبي عاصم في "السنة" (١/ ٢٩٧، ٢٩٨ رقم ٦٦٣)، والترمذي في "سننه" (٥/ ٤٥١ رقم ٣٣٦٤)، والطّبريّ في "جامع البيان" (٣٠/ ٢٢١)، والدارمي في "الرد على الجهمية" (٢٣/ ٢٨)، وابن خزيمة في "التوحيد" (١/ ٩٥ رقم ٤٥)، وأبو القاسم البغوي في "معجم الصحابة" (١/ ١١ – ١٢/ ٨)، والعقيلي في "الضعفاء" (٤/ ١٤١)، وابن عدي في "الكامل في الضعفاء" (٦/ ٢٢٧)، والهيثم بن كليب في "مسنده" (٣/ ٣٧١ رقم ١٤٩٦)، والدارقطني في "الأفراد" (ق ٦٤/ أ)، والهروي في "ذم الكلام وأهله" (٣/ ٢٢٢ – ٢٢٨ رقم ٦٥٤، ٦٥٥)، وابن أبي حاتم في "تفسيره"؛ كما في "تفسير القرآن العظيم" (٤/ ٦٠٥)، وأبو الشيخ في "العظمة" (١/ ٣٧٣، ٣٧٤ رقم ٨٨)، والحاكم في "المستدرك" (٢/ ٥٤٠)، والبيهقي في "الأسماء والصفات" (١/ ٩٢ رقم ٥٠، ٢/ ٣٩ رقم ٦٠٧)، و"شعب الإيمان" (١/ ٢٧٦ رقم ١٠٠)، و"الاعتقاد" (ص ٤٤)، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٣٠٩، ٣١٠)، والخطيب في "التاريخ" (٣/ ٢٨١) من طريقين عن أبي جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي به قلنا: وهذا إسناد ضعيف؛ فيه

أبو جعفر الرازي، ضعفه الإمام أحمد والنسائي والساجي وأبو زرعة وغيرهم، ولخصه الحافظ في "التقريب" بقوله: "صدوق سيئ الحفظ".

قال الحاكم: "هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه"، ووافقه الذهبي !!.

وقد خولف أبو جعفر الرازي، خالفه عبيد الله بن موسى؛ فرواه عن الربيع بن أنس عن أبي العالية به مرسلاً ليس فيه أُبيّ بن كعب.

أخرجه الترمذي (٥/ ٤٢١ رقم ٣٣٦٥).

قال الترمذي: "وهذا أصح"، وهو كما قال: فعبيد الله ثقة، وتابعه أبو النضر هاشم بن القاسم –وهو ثقة ثبت– عن الربيع به مرسلًا.

أخرجه العقيلي (٤/ ١٤١)، وقال: "وهذا أولى"، وهو كما قال.

فهذان ثقتان روياه عن الربيع مرسلًا، وخالفهما الرازي –وهو ضعيف– فلا حجة فيه، وتابعهما ثالث وهو مهران بن أبي عمر العطار عن الربيع به مرسلًا.

أخرجه الطبري (٣٠/ ٢١٢) لكن في إسناده ابن حميد الرازي؛ ضعيف، واتهمه بعضهم.

وأخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" (١/ ٢٤٥) من طريق عبد الله بن أبي جعفر الرازي عن أبيه عن الربيع به معضلًا.

قلنا: وهذا إسناد ضعيف جداً؛ فيه ثلاث علل:

الأولى: الإعضال.

الثانية: أبو جعفر الرازي؛ ضعيف الحفظ.

الثالثة: ابنه عبد الله فيه ضعف، لا سيما في روايته عن أبيه، وقد قال ابن حبان في "الثقات" (٨/ ٣٣٥): "يعتبر حديثه من غير روايته عن أبيه".

الرابعة: رواية أبي جعفر الرازي عن الربيع خاصة فيها اضطراب.

والحديث ذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٦٦٩) وزاد نسبته لابن النذر.

قلنا: لكن للحديث شواهد يصح بها، ويدل على أن له أصلًا دون قوله: "والصمد".

منها: ما أخرجه الطبري في "جامع البيان" (٣٠/ ٢٢١)، وعبد الله بن أحمد في "السنة" (٢/ ٥٠٨ رقم

١١٨٥)، وأبو يعلى في "المسند" (٤/ ٣٨، ٣٩ رقم ٢٠٤٤)، والطبراني في "المعجم الأوسط" (٦/ ٢٥ رقم ٥٦٨٧)، والهروي في "ذم الكلام وأهله" (٣/ ٢١٧، ٢١٨ رقم ٦٥١)، والواحدي في "أسباب النزول" (ص ٣١٠)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (٢/ ٥٠٨، ٥٠٩ رقم ٢٥٥٢)، والذهبي في "معجم الشيوخ" (١/ ٤٠)، وأبو نعيم الأصبهاني في "حلية الأولياء" (٤/ ٣٣٥) جميعهم من طريق سريج بن يونس عن إسماعيل بن مجالد عن أبيه عن الشعبي عن جابر به.

قلنا: وهذا إسناد ضعيف؛ فيه مجالد بن سعيد الهمداني: ليس بالقوي، وقد تغير في آخر عمره، وابنه إسماعيل فيه ضعف يسير، ولخصه الحافظ بقوله: "صدوق يخطئ"؛ فهو شاهد لا بأس به؛ فيكون الحديث بمجموعهما حسن لغيره.

وذكره السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٦٦٩) وزاد نسبته لابن المنذر.

وقال أبو نعيم: "غريب من حديث الشعبي، تفرد به إسماعيل عن مجالد وعنه سريج".

وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد" (٧/ ١٤٦): "رواه الطبراني في "الأوسط" -وفاته أنه عند أبي يعلى؛ فليستدرك عليه- فيه مجالد بن سعيد، قال ابن عدي: له عن الشعبي عن جابر [أحاديث صالحة] وباقي رجاله رجال الصحيح". اهـ.

وما بين معقوفتين زيادة من "الكامل".

وقال ابن كثير في "تفسير القرآن العظيم" (٤/ ٦٠٥): "إسناد متقارب".

وحسنه السيوطي في "الدر المنثور" (٨/ ٦٦٩).

ومنها -أيضاً-: ما أخرج ابن عدي في "الكامل" (٤/ ١٥٦٦)، والهروي في "ذم الكلام وأهله" (٣/ ٢١٩ رقم ٦٥٢)، والبيهقي في "الأسماء والصفات" (٢/ ٣٨ رقم ٦٠٥) من طريق محمد بن موسى بن خالد الحرشي ثنا أبو خلف ثنا داود بن أبي هند عن عكرمة عن ابن عباس بلفظ: أن اليهود جاءت إلى النبي ﷺ فيهم كعب بن الأشرف وحيي بن أخطب فقالوا: يا محمد! صف لنا ربك الذي بعثك؛ فأنزل الله: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢)﴾.

قلنا: وهذا إسناد ضعيف، وذكر اليهود فيه منكر، والمحفوظ أن الذين جاؤوا هم المشركون، والآية مكية واليهود كانوا في المدينة.

ترجمــــۃ :سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہمیں اپنے رب کا نسب بیان کیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاخلاص نازل فرمائی: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (١) اللَّهُ الصَّمَدُ (٢)﴾؛ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'الصمد' وہ ہے جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا؛ کیونکہ جو پیدا ہوتا ہے وہ مرے گا، اور جو مرے گا وہ وارث چھوڑے گا، اور اللہ نہ مرتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہوتا ہے۔ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (٣)﴾؛ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا کوئی ہمسر، کوئی برابر، اور کوئی مثل نہیں ہے۔

13/14۔ سورۃ المعوذتین: الفلق والناس کا شانِ نزول

1- عن عقبة بن عامر رضي الله عنه؛ قال: قال رسول الله ﷺ: "ألم تر آيات أنزلت الليلة لم ير مثلهن قط؟ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (١)﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (١)﴾ "، وفي رواية: "أنزل أو أنزلت علي آيات لم ير مثلهن قط؟ المعوذتين" [صحيح][24]

وسبب ضعفه: أن مداره على عبد الله بن عيسى بن خالد الخزاز أبو خلف؛ ضعيف؛ كما في "التقريب" وغيره، لكن أصل السؤال ووقوع الحدث ثابت بما سبق وبما أخرجه الطبراني؛ كما في "تفسير القرآن العظيم" (٤/ ٦٠٥)، والهروي في "ذم الكلام" (٣/ ٢٢١ رقم ٦٥٣) من طريق قيس بن الربيع عن عاصم عن شقيق عن عبد الله قال: قالت قريش للنبي ﷺ: انسب لنا ربك؛ فنزلت.

قلنا: وهذا سند حسن في الشواهد؛ لأجل قيس بن الربيع وهو صدوق تغيّر لما كبر، أدخل عليه ابنه ما ليس من حديثه فحدث به.

وهذا يؤكد أن السائل هم قريش أو المشركون، وليس اليهود.

وأخرجه أبو الشيخ في "العظمة" (١/ ٣٧٥ رقم ٨٩) من طريق قيس به مرسلًا ليس فيه ابن مسعود، ولعل هذا من أوهام قيس؛ لأن الراوي عنه في كلا الروايتين ثقة؛ فتارة كان يسنده، وتارة كان يرسله.

24 **تخريج** أخرجه مسلم (رقم ٨١٤/ ٢٦٤، ٢٦٥) وغيره كثير من طرق عن إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم عن عقبة به.

قلت: وخالف عبد العزيز بن مسلم القسملي؛ فرواه عن إسماعيل به؛ لكن جعله من مسند أبي

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'کیا تم نے دیکھا کہ آج رات ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جن کی مثال اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی؟' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت فرمائی۔ اور ایک روایت میں ہے: 'مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جن کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی یعنی معوذتین۔

2-عن عائشة رضي الله عنها؛ قالت: سحر رسولَ الله ﷺ يهودي من يهود بني زريق، يقال له: لبيد بن الأعصم، قالت: حتى كان رسول الله ﷺ يخيل إليه أنه كان يفعل الشيء وما فعله، حتى إذا كان ذات يوم -أو ذات ليلة- وهو عندي؛ دعا رسول الله ﷺ، ثم دعا ثم دعا، ثم قال: "يا عائشة! أشعرت أن الله أفتاني فيما استفتيه فيه؟ أتاني رجلان، فقعد أحدهما عند رأسي والآخر عند رجلي، فقال الذي عند رأسي للذي عند رجلي -أو الذي عند رجلي للذي عند رأسي-: ما وجع الرجل؟ فقال مطبوب، قال: من طبه؟ قال: لبيد بن الأعصم، قال: في أي شيء؟ قال: في مشط ومشاطه، وجف طلع نخلةٍ ذكر، قال: وأين هو؟ قال: في بئر ذي أروان (وفي رواية: ذروان) "، قالت: فأتاها رسول الله ﷺ في أناس من أصحابه، فجاء فقال: "يا عائشة! والله لكأن ماؤها نقاعة الحناء، وكأن رؤوس نخلها رؤوس الشياطين"، قالت: فقلت: يا رسول الله! أفلا استخرجته؟ (وفي رواية: أفلا أحرقته؟)، قال: "لا، أما أنا؛ فقد عافاني الله، وكرهت أن

مسعود: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط" (٣/ ١١٦، ١١٧ رقم ٢٦٥٨).

قال الطبراني: "رواه سفيان والناس عن إسماعيل عن قيس عن عقبة بن عامر".

يعني: يشير للمخالفة، وعبد العزيز؛ ثقة ربما وهم، فهذا الحديث يعد من أوهامه، فقوله: عن أبي مسعود شاذ، والصواب أنه من مسند عقبة

أثير على الناس فيه شراً؛ فأمرت بها فدفنت"[صحيح][25]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنی زُریق کے ایک یہودی، جس کا نام لبید بن اعصم تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا ہے، حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔ پھر ایک دن یا ایک رات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، پھر دوبارہ دعا کی، پھر تیسری بار دعا کی، اور فرمایا: 'اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس کے بارے میں میں اس سے رہنمائی مانگ رہا تھا؟ میرے پاس دو فرشتے آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی طرف ایک نے دوسرے سے پوچھا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا: کس نے کیا؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس چیز میں؟ کہا: کنگھی، بالوں اور نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا: کہاں ہے؟ کہا: ذروان کے کنویں میں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے، اور واپس آکر فرمایا: 'اے عائشہ! اللہ کی قسم! اس کا پانی گویا مہندی کا پانی معلوم ہوتا تھا، اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر گویا شیطانوں کے سر جیسے تھے۔ میں نے عرض کیا: 'یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکال کر ختم نہیں کیا؟' (ایک روایت میں ہے: 'کیا آپ نے اسے جلا نہیں دیا؟') آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'نہیں، اللہ نے تو مجھے شفا دے دی ہے، اور میں نہیں چاہتا کہ لوگوں میں اس کی وجہ سے کوئی فتنہ پھیلے، اس لیے میں نے حکم دیا کہ اسے دفن کر دیا جائے

3- عن زيد بن أرقم رضي الله عنه؛ قال: سحر النبيَّ صلى الله عليه وسلم رجل من اليهود، قال: فاشتكى؛ فأتاه جبريل فنزل عليه بالمعوذتين، وقال: "إن رجلًا من اليهود سحرك، والسحر

---

[25] **تخريج** أخرجه البخاري في "صحيحه" (رقم ٣١٧٥، ٣٢٦٨، ٥٧٦٥، ٥٧٦٦، ٦٠٦٣، ٦٣٩١)، ومسلم في "صحيحه" (رقم ٢١٨٩).

في بئر فلان"، قال: فأرسل عليًا فجاء به، قال: فأمره أن يحل العقد ويقرأ آية، فجعل يقرأ ويحل حتى قام النبي ﷺ كأنما أنشط من عقال، قال: فما ذكر رسول الله ﷺ لذلك اليهودي شيئاً وما صنع به، قال: ولا أراه وجهه [صحيح][26]

ترجمہ: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر ایک یہودی شخص نے جادو کیا، جس کی وجہ سے آپ ﷺ بیمار ہو گئے۔ پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ ﷺ پر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس (معوذتین) نازل کیں، اور فرمایا: 'ایک یہودی شخص نے آپ پر جادو کیا ہے، اور وہ جادو فلاں کنویں میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا، وہ جادو لے کر آئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ گرہیں کھولی جائیں اور ہر گرہ پر ایک آیت پڑھی جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پڑھتے اور گرہیں کھولتے گئے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ ایسے اٹھے جیسے کسی بندھے ہوئے شخص کو آزاد کر دیا گیا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کا نہ ذکر کیا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی بدلہ لیا، اور نہ ہی اس کا چہرہ دوبارہ دیکھا۔

---

[26] **تخريج** أخرجه النسائي في "المجتبى" (٧/ ١١٢، ١١٣)، وفي "الكبرى" (٢/ ٣٠٧ رقم ٣٥٤٣)، وعبد بن حميد في "المسند" (١/ ٢٤٧ رقم ٢٧١ – منتخب) -وهذا لفظه-، وأحمد (٤/ ٣٦٧)، وابن أبي شيبة في "المصنف" (٨/ ٢٩، ٣٠ رقم ٣٥٦٩)، والطبراني في "المعجم الكبير" (رقم ٥٠١٦)، والطحاوي في "مشكل الآثار" (رقم ٥٩٣٥) من طريق أبي معاوية عن الأعمش عن يزيد بن حيان عن زيد بن أرقم به.

قلنا: وهذا سند صحيح

مقدمہ - حصہ 5

- اس سورت سے لے کر سورۃ الناس تک آخرت کا ذکر صراحتہ یا اشارۃ آیا ہے سوائے چند سورتوں کے۔
- سورۃ الدھر میں ہے کہ جو فیصلہ کی آزادی اللہ نے دی اس کا صحیح استعمال کرے اور رب کی مرضی پر چلتا رہے۔تب ہی وہ نعمتوں میں رہے گا بصورت دیگر جو اس کے خلاف کرے گا اس کا ذکر سورۃ المرسلات میں کیا گیا ہے کہ اللہ کی مرضی پر نہ چلنے والوں کا انجام کیا ہوگا- سورہ مرسلات میں صرف دلائل اور حقائق پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ بار بار تنبیہ کی گئی۔
- جن سرکش لوگوں کے دل پر مہر لگ چکی ہے ان کے لیے مرسلات آخری warning کا ایک اہم جز ہے۔
- آفاق وانفس کی شہادت micro world اور macro world کو سمجھنے کے لیے (telescope, microscope) دونوں نے دھوم مچادی ہے۔
- Arial view اور zoom کا جو فرق ہے۔
- اسی طرح سورہ نازعات اور عبس میں طامۃ اور صاخہ قیامت کا جو تصور ہوتا ہے اس تصور کو مزید وضاحت کے ساتھ سورۃ التکویر میں بتلایا گیا ہے۔
- اگر انسان کسی چیز کو serious لیتا ہے تو اس کے لئے programing کرنا اور بتلانا، سمجھانا آسان ہو جاتا ہے، ایک خیر خواہ مخاطب کی افادیت کے لیے موقع بناتا ہے، اسی لیے ان سورتوں میں سنجیدہ لوگوں کے لیے کبھی وحی کو، کبھی اللہ تعالی کی توحید کو تو کبھی رسالت کو مختلف پیرایوں میں ثابت کیا گیا ہے۔
- کہیں micro level پر ذکر ہوتا ہے تو کہیں macro level پر
- کہیں zoom out تو کہیں zoom in۔
- (الطامۃ اور الصاخہ کی تفصیلات سورہ تکویر میں تو ابرار و فجار کی تفصیلات سورہ انفطار میں) پھر ابرار و فجار انفطار میں، مطففین میں micro level پر بیان کیا گیا۔

سورۃ الاعلیٰ سے لے کر سورۃ الزلزال تک کا مضمون ایک ہار کی طرح پرو دیا گیا۔

(الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، البلد، الشمس، اللیل، الضحیٰ، الشرح، التین اور اِقرأ)

❖ ان دس سورتوں میں داعی کی تربیت اور کفار کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کا ذکر ہے۔ اہل ایمان کو جہاں تسلی دی گئی ہے وہیں کفار کو وارننگ بھی دی گئی ہے۔

❖ ان سورتوں میں حق اور باطل کو سمجھانے کے لئے تاریخی شواہد پیش کئے گئے ہیں، مزید پورے دین اسلام کا نچوڑ جسے اصول ثلاثہ کہتے ہیں اس کو بھی ذکر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالی کی قدرت اور بندے کو ملنے والی نعمتوں کا ذکر بھی موجود ہے۔

❖ سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ میں تذکیر کا ذکر موجود ہے جو محض ایک ذمہ داری کا نام ہے نا کہ کسی پر مسلط ہونے کا نام ہے۔

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ﴾	(6)	الفجر
﴿وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ﴾	(2)	البلد
﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا﴾	(9)	الشمس
﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ﴾	(4)	اللیل

سورۃ الضحیٰ میں قبل از نبوت عطا کی جانے والی نعمتوں کا ذکر ہے جبکہ سورہ الم نشرح میں بعد از نبوت کے ساتھ ہجرت کے موقع پر مہیا کی جانے والی نعمتوں کا بیان ہے۔

سورۃ التین میں ابراہیم، موسی اور عیسی علیہم السلام کی نبوت ان پر کی جانی والی وحی کا تذکرہ ہے۔

"التین" سے مراد ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صحف "زیتون" سے مراد عیسی علیہ السلام اور ان کی انجیل	کیوں کہ یہ دو پھل ان مقامات سے تعلق رکھتے ہیں جہاں یہ انبیاء آئے تھے

"طور سیناء" سے مراد موسی علیہ السلام اوران کی تورات

"وھذاالبلد" سے مراد مکہ اور قرآن مجید ہے۔

- سورۃ التین میں مختلف انبیاء کی طرف کی گئی وحی کا ذکر کر کے سورۃ العلق میں "اقرأ" کہہ کر اس وحی کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔
- نزول قرآن کا ذکر کے دراصل سرکش لوگوں پر بالخصوص اتمام حجت مقصود ہے، قرآن کا نزول چونکہ اپنے پیغام میں "بینۃ" ہے تو اس سے اتمام حجت لازمی ہے۔
- اتمام حجت کے بعد کیا ہو گا اس کو "زلزال" کی شکل میں ایک سورت نازل کر کے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

مقدمہ - حصہ 6

قرآن کے تنزیل من اللہ اور اس کے اللہ کی طرف سے نازل ہونے کا ثبوت

قرآن انسان کی بنیادی ضروریات کو نہایت گہرائی سے بیان کرتا ہے اور اس بات کے شواہد فراہم کرتا ہے کہ یہ انسانی علم کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہے۔ سورۃ النبا‌ء، سورۃ النازعات، سورۃ عبس اور سورۃ الطارق کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح انسانی ضروریات جیسے کاربوہائیڈریٹس، پروٹین، وٹامنز، منرلز، پانی اور چکنائی کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ کیسے الٰہی علم کی دلیل ہے۔

کاربوہائیڈریٹس (اجناس اور خوراک)

سورۃ النبا‌ء: (78:13-16)

"اور ہم نے اس میں ایک روشن چراغ بنایا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے اناج اور سبزہ اگائیں اور ہم نے اوپر سے موسلادھار پانی برسایا اور گھنے باغات پیدا کریں۔"

ان آیات میں زراعت کی بنیادیات بیان کی گئی ہیں —— بارش کے ذریعے اناج اور سبزہ کی پیداوار۔ یہ کاربوہائیڈریٹس کی انسانی توانائی کے لئے بنیادی ضرورت کے مطابق ہے۔

پروٹین (مویشی اور غذائیت)

سورۃ النازعات: (79:31-33)

"اور اس سے اس کا پانی اور اس کی چراگاہ نکالی اور پہاڑوں کو مضبوطی سے گاڑ دیا تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لئے۔"

مویشیوں کا ذکر گوشت اور دودھ کی فراہمی کو اجاگر کرتا ہے، جو پروٹین کے اہم ذرائع ہیں اور انسانی نشوونما اور صحت کے لئے ضروری ہیں۔

وٹامنز اور منرلز (پھل اور سبزیاں)

سورۃ عبس: (80:24-32) "پس انسان اپنے کھانے کو دیکھے کہ ہم نے کس طرح پانی برسایا پھر زمین کو پھاڑ دیا اور اس میں اناج اگایا اور انگور اور سبزہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغات اور پھل اور چارہ تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لئے۔"

پھل، اناج اور سبزیوں کی تفصیل وٹامنز اور منرلز کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جو صحت اور بقا کے لئے ضروری ہیں۔

پانی: سورۃ الطارق "(86:11-12):" "قسم ہے اس آسمان کی جو بارش لوٹاتا ہے اور اس زمین کی جو شگاف ڈالتی ہے۔"

ان آیات میں بارش کے چکر اور زندگی کے لئے پانی کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، جو سب سے بنیادی ضرورت ہے۔

چکنائی (مویشی اور نباتات میں بالواسطہ ذکر)

چکنائی مویشیوں (دودھ، گوشت) اور نباتات (گریاں، بیج اور تیل) سے حاصل ہوتی ہے۔ سورۃ النازعات (79:31-33) اور سورۃ عبس (80:29) میں مویشیوں اور نباتات کا ذکر چکنائی کی دستیابی کو ظاہر کرتا ہے، جو توانائی اور جسمانی افعال کے لئے ضروری ہے۔

تنزیل من اللہ کی دلیل

یہ قرآنی ہدایات انسانی غذائیت کے بنیادی اجزاء کی گہری سمجھ کو ظاہر کرتے ہیں، جبکہ اس دور میں سائنسی تفصیلات نامعلوم تھیں۔ درج ذیل نکات قرآن کی تنزیل من اللہ کی دلیل ہیں:

جامع اور متوازن نقطہ نظر:

قرآن انسانی ضروریات پر مکمل اور متوازن انداز میں روشنی ڈالتا ہے، اور قدرتی عوامل (بارش، سبزہ، مویشی) اور انسانی

قرآن انسانی ضروریات پر مکمل اور متوازن انداز میں روشنی ڈالتا ہے، اور قدرتی عوامل (بارش، سبزہ، مویشی) اور انسانی بقا کے درمیان گہرے ربط کو اجاگر کرتا ہے۔

لازوال علم:

غذائی اجزاء کی یہ تفصیلات جدید سائنسی علم سے ہم آہنگ ہیں، جو ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن کا پیغام ساتویں صدی کے انسانی علم سے کہیں آگے ہے۔

مقصدیتِ وحی:

ان آیات کا مقصد انسان کو اللہ کی رحمت اور رزق کی یاد دہانی کرانا ہے، اور شکر گزاری اور غور و فکر کی دعوت دینا ہے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔
قرآن کی یہ جامعیت، حکمت اور انسانی ضروریات کی درست نشاندہی اس کی تنزیل من اللہ کی دلیل کی واضح دلیل ہے اور یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

مقدمہ - حصہ 7

تنزیل من اللہ کی دلیل:

یہ حصہ سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک منطقی، تاریخی، ادبی اور سائنسی طور پر ثابت شدہ تحقیق پر مشتمل ہے۔ اس میں متعدد دلائل دیے گئے ہیں کہ قرآن کائنات کے خالق کی طرف سے وحی ہے، نہ کہ نبی محمد ﷺ کی تصنیف۔ اس میں سائنٹسٹس، کتابوں اور تحقیقی اداروں کے حوالہ جات بھی شامل کیے گئے ہیں تاکہ اس کی علمی حیثیت مضبوط ہو۔

اس حصے کے لیے مزید تفصیلی اور جامع خاکہ، جس میں سائنٹسٹس، کتابوں اور تحقیقی اداروں کے حوالے دیے گئے ہیں، اور سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک قرآن کی اعجازیت (inimitability) پر توجہ دی گئی ہے۔

سورۃ النباء (78:6-16) میں کونیاتی (Cosmological) دلائل زمین اور کائنات کے سائنسی حقائق:

زمین کا استحکام:

" کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ (78:6) "

یہ زمین کی سطح کے استحکام کی طرف اشارہ ہے، حالانکہ اس کے نیچے پگھلا ہوا مرکز ہے۔

حوالہ: ڈاکٹر فرینک پریس (Dr. Frank Press)، جیوفزسسٹ، کتاب (Earth ناشر : W. H. Freeman and Co.) میں پہاڑوں کو زمین کی سطح کے استحکام کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

پہاڑوں کا کیل (Peg) ہونا:

"اور پہاڑوں کو میخیں؟ (78:7) "

جدید ارضیات (geology) اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ پہاڑوں کی جڑیں گہری ہوتی ہیں جو زمینی پرت کو مستحکم کرتی ہیں۔

تحقیقی ادارہ: یونائیٹڈ اسٹیٹس جیولوجیکل سروے (USGS)

کائنات کا پھیلنا:

"اور آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا، اور ہم ہی اسے پھیلا رہے ہیں۔ (51:47) "

قرآن کا یہ بیان ایڈون ہبل (Edwin Hubble) کی 1929ء میں کائنات کے پھیلاؤ کی دریافت سے ہم آہنگ ہے۔

حوالہ: ایڈون ہبل کا قانون (Hubble's Law)، Proceedings of the National Academy of Sciences میں شائع ہوا۔

سورۃ عبس (80:24-32) میں پانی کے چکر اور نباتات پانی کے چکر (Water Cycle) کی وضاحت:

"پس انسان اپنے کھانے کو دیکھے، ہم نے کس طرح پانی برسایا، پھر زمین کو پھاڑ دیا (80:24-26) "...

- یہ بارش، زمین میں جذب ہونے اور پودوں کے اگنے کے چکر کو بیان کرتا ہے۔
- یہ جدید ہائیڈرولوجیکل سائنس کے مطابق ہے۔

حوالہ جات:

برنارڈ پلیسی (Bernard Palissy، 16ویں صدی): (پانی کے چکر کے ابتدائی ماہر۔

جدید تصدیق: یونیسکو (UNESCO) کی پانی کے عالمی چکر پر تحقیق۔

سورۃ الطارق (86:5-7) میں علم الجنین (Embryology)

انسانی تخلیق میں سائنسی بصیرت:

"پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا، جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔"

o یہ منی کے سیال اور زندگی کے حیاتیاتی آغاز کو بیان کرتا ہے۔

حوالہ جات:

ڈاکٹر کیتھ ایل مور (Dr. Keith L. Moore)، معروف ایمبریالوجسٹ، اپنی کتاب The Developing Human میں لکھتے ہیں: "قرآن میں جنینی مراحل کی وضاحت جدید سائنس سے مطابقت رکھتی ہے۔"

سورۃ عبس(32-80:24)میں پانی کے چکر اور نباتات پانی کے چکر (Water Cycle) کی وضاحت:

"پس انسان اپنے کھانے کو دیکھے، ہم نے کس طرح پانی برسایا، پھر زمین کو پھاڑ دیا(80:24-26) "...

- یہ بارش، زمین میں جذب ہونے اور پودوں کے اگنے کے چکر کو بیان کرتا ہے۔
- یہ جدید ہائیڈرولوجیکل سائنس کے مطابق ہے۔

حوالہ جات:

برنارڈ پلیسی(Bernard Palissy، 16ویں صدی): پانی کے چکر کے ابتدائی ماہر۔

جدید تصدیق: یونیسکو (UNESCO) کی پانی کے عالمی چکر پر تحقیق۔

سورۃ الطارق(7-86:5)میں علم الجنین(Embryology)

انسانی تخلیق میں سائنسی بصیرت:

"پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا، جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔"

- یہ منی کے سیال اور زندگی کے حیاتیاتی آغاز کو بیان کرتا ہے۔

حوالہ جات:

ڈاکٹر کیتھ ایل مور(Dr. Keith L. Moore)، معروف ایمبریالوجسٹ، اپنی کتاب The Developing Humanمیں لکھتے ہیں:

"قرآن میں جنینی مراحل کی وضاحت جدید سائنس سے مطابقت رکھتی ہے۔"

کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی، سعودی عرب کے ساتھ اشتراک۔

سورۃ الطارق میں منطقی دلائل اور کونیاتی حقائق

فضائی چکر اور قدرتی مظاہر:

"قسم ہے آسمان کی جو لوٹاتا ہے (86:11) "...

- یہ بارش کے چکر کی طرف اشارہ ہے، جہاں پانی بخارات بن کر اوپر جاتا ہے اور پھر بارش کی صورت میں زمین پر لوٹ آتا ہے۔
- تحقیقی ادارہ: ناسا (NASA) کا ارتھ سائنس ڈویژن

قرآن کا فیصلہ کن ہونا:

"یقیناً یہ قرآن فیصلہ کن بات ہے، یہ مذاق نہیں ہے۔ (86:13-14) "

- یہ قرآن کے بے مثال منطق اور مواد کی تصدیق کرتا ہے۔

فالسفیکیشن ٹیسٹ: حقانیت کی دلیل

چیلنج: قرآن بار بار منکروں کو چیلنج کرتا ہے کہ اس جیسا کلام لا کر دکھائیں (مثلاً 2:23)۔ بے شمار کوششوں کے باوجود کوئی اس کی ادبی، سائنسی اور منطقی جامعیت کا مقابلہ نہیں کر سکا۔

تاریخی پس منظر:

ساتویں صدی کے معروف عرب ادباء جیسے ولید بن مغیرہ نے بھی قرآن کی بے مثال فصاحت و بلاغت کا اعتراف

کیا۔[1]

منفرد ادبی اسلوب

ان سورتوں میں قرآن کی نثر و نظم کا امتزاج عربی ادب میں بے مثال ہے۔

---

[1] قرآن کی بے مثال فصاحت وبلاغت کو تاریخ بھر کے علماء نے تسلیم کیا ہے، جنہوں نے اس کی لسانی اور ادبی خصوصیات کا مطالعہ کر کے اس کے اعجاز (I'jaz al-Qur'an) کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اعجاز القرآن کا تصور اس بات پر زور دیتا ہے کہ قرآن کی لسانی عظمت انسان کی طاقت سے ماوراء ہے اور کوئی بشر اس جیسی کتاب پیش نہیں کر سکتا۔

اس موضوع پر سب سے قدیم اور مؤثر کتابوں میں سے ایک "دلائل الاعجاز" ہے، جسے گیارہویں صدی کے مشہور عالم ابو الحسن الجرجانی نے تحریر کیا۔ الجرجانی نے یہ استدلال کیا کہ قرآن کا اعجاز ایک لسانی معجزہ ہے، اور اس کی منفرد ترکیب اور اسلوب انسانوں کے لیے ناقابل تقلید ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن کی فصاحت الفاظ اور معانی کے ہم آہنگ امتزاج میں پوشیدہ ہے، جو قاری یا سامع پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔

اسی سلسلے میں ایک اور اہم کتاب "اعجاز القرآن" ہے، جسے دسویں صدی کے عالم الباقلانی نے لکھا۔ الباقلانی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن کا اسلوب عربی زبان کے روایتی نظم و نثر کے سانچوں میں نہیں آتا، بلکہ اس نے اظہار کا ایک نیا اسلوب متعارف کروایا جو ہر قسم کی شاعری اور نثر سے ماوراء ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر قرآن کی فصاحت میں یکسانیت کو اجاگر کیا اور کہا کہ یہ یکساں عظمت انسانی طاقت سے باہر ہے۔

بارہویں صدی میں الزمخشری نے "الکشاف" کے نام سے ایک جامع تفسیر لکھی، جس میں انہوں نے قرآنی تعبیرات کی لسانی و ادبی تشریح کی۔ الزمخشری کا کام قرآن کے بیانیے، بلاغت اور مجازی زبان کے عمیق تجزیے کے لیے مشہور ہے، جو اس کی بے مثال فصاحت کو مزید واضح کرتا ہے۔

جدید دور میں بھی علماء قرآن کی لسانی عظمت کا مطالعہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ قرآن کو ادبی زاویے سے دیکھنے کی وکالت کی اور اسے عربی زبان کا سب سے عظیم متن قرار دیا۔ انہوں نے قرآن کی بلاغت اور ادبی اسلوب کا مطالعہ کرنے کی اہمیت پر زور دیا تاکہ اس کی منفرد فصاحت کو سمجھا جا سکے۔

ان تمام علمی کاوشوں کا مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کی فصاحت وبلاغت بے مثال ہے، اس کی منفرد ترکیب، گہرے معانی اور ہم آہنگ ساخت اس کے تنزیل من اللہ کی دلیل روشن دلیل ہیں۔

ماہرین کی رائے:

پروفیسر اینجلیکا نوئرِتھ(Angelika Neuwirth)، ماہر قرآنیات، نے اس کے منفرد لسانی و ساختی اسلوب کو تسلیم کیا ہے۔

نبی ﷺ سے نسبت

نبی محمد ﷺ اُمی تھے، اس کے باوجود قرآن میں جدید سائنس اور پیچیدہ ادبی تکنیکوں کا علم پایا جاتا ہے۔

ماہرین کی رائے:

مورس بوکائیل(Maurice Bucaille)، "The Bible, the Quran and Science" کے مصنف، نے نتیجہ اخذ کیا کہ قرآن کا سائنسی مواد انسانی تصنیف نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ

اس حصے میں منطقی دلائل، تاریخی سیاق، ادبی تجزیہ اور سائنسی تحقیق کو یکجا کیا گیا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہے۔ ایڈون ہبل، ڈاکٹر کیتھ مور، مورس بوکائیل جیسے سائنسدانوں اور ناسا جیسے اداروں(کائنات کے پھیلاؤ کے حوالے سے) کا ذکر اس دلیل کو مضبوط کرتا ہے کہ قرآن تنزیل من اللہ ہے۔

خصوصی نکات-اللہ کی عظمت پر تدبر

سورج زمین سے اوسطاً تقریباً 93 ملین میل (تقریباً 149.6 ملین کلومیٹر) کے فاصلے پر ہے۔ یہ فاصلہ سال بھر معمولی تبدیلیوں سے گزرتا ہے کیونکہ زمین کا مدار مکمل طور پر گول نہیں بلکہ بیضوی ہے۔ جنوری کے آغاز میں زمین سورج کے قریب ترین مقام (پری ہیلین) پر ہوتی ہے، جب یہ فاصلہ تقریباً 91.4 ملین میل (147.1 ملین کلومیٹر) ہوتا ہے۔ جولائی کے آغاز میں زمین سورج سے سب سے دور (ایفی ہیلین) پر ہوتی ہے، جب یہ فاصلہ تقریباً 94.5 ملین میل (152.1 ملین کلومیٹر) ہوتا ہے۔

مقدمہ - حصہ 8

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک لسانی اعتراضات کے جوابات

قرآن، بطور معجزاتی کتاب، تاریخ بھر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور لسانی و تنقیدی مطالعات کا موضوع بنا ہے۔ سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک بعض اعتراضات سامنے آئے ہیں، خاص طور پر مستشرقین اور شکوک رکھنے والوں کی طرف سے۔ ذیل میں اہم اعتراضات اور ان کے جامع جوابات پیش کیے جا رہے ہیں:

آیات کے درمیان ربط کا فقدان

اعتراض: بعض مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ آیات میں ربط نہیں اور سورتوں کے مختلف موضوعات میں تسلسل نہیں پایا جاتا۔

جواب: قرآن ایک منفرد اسلوب "تناسب" استعمال کرتا ہے، جس میں آیات کے درمیان ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ مثلاً سورۃ النباء میں کائناتی مظاہر (آسمان، زمین، پہاڑ) سے قیامت تک کا تسلسل اللہ کی تخلیقی قدرت اور اس کی قیامت کے دن کی حاکمیت کے درمیان ربط کو ظاہر کرتا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور زمخشری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء نے وضاحت کی ہے کہ قرآن کی ہم آہنگی بہت گہری ہے اور ہر سورۃ کے مرکزی موضوع کے گرد گھومتی ہے۔ میری کتاب اہداف و اسباق قرآن میں ہر سورۃ کی سابق سورۃ سے مناسبت کا ذکر ہے الحمد للہ

مختصر سورتوں میں تکرار

اعتراض: ناقدین بار بار قیامت اور عذاب کے ذکر کو غیر ضروری تکرار قرار دیتے ہیں۔

جواب: قرآن میں تکرار گہری بلاغتی اور تعلیمی حکمت کے لیے ہے۔ سورۃ النباء میں قیامت کے بار بار ذکر کا مقصد اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور پیغام کو دلوں میں راسخ کرنا ہے۔

عربی ادب میں تکرار ایک معروف بلاغتی اسلوب ہے، جو قائل کرنے اور مفہوم کو ذہن نشین کرانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مزید تفصیلی جوابات میری کتاب میں کہ سورہ نبا سے سورہ طارق تک قیامت کا ذکر مکرر ہے

لیکن ہر ایک میں اسالیب اور نکات کے مفید اسباق واہداف جداگانہ ہیں اور اصول تربیت ہے اذا تکرر تقرر (بار بار کہنے سے ذہن میں پیوست ہو جاتی ہے بات) درختوں کو مسلسل پانی ملنے سے درخت تروتازہ رہتے ہیں مسلسل سانس زندگی کی علامت ہے

سائنسی اصطلاحات اور ابہام

اعتراض: "الطارق" (ستارہ) اور "النجم الثاقب" (چمکدار ستارہ) جیسی اصطلاحات کو مبہم یا غیر سائنسی قرار دیا جاتا ہے۔

جواب: "الطارق" رات کو نمایاں نظر آنے والے ستارے کو ظاہر کرتا ہے، اور "النجم الثاقب" اس کی روشن چمک کو بیان کرتا ہے۔ یہ سائنسی تحقیق کے مطابق جدید فلکیاتی دریافتوں سے ہم آہنگ ہیں۔

قرآن سائنسی اشارے اس انداز میں دیتا ہے کہ وہ اس کے اولین سامعین کے لیے بھی قابل فہم ہوں اور وقت کے ساتھ ساتھ مزید گہرائی میں دریافت کیے جا سکیں۔

اسلوب میں عدم یکسانیت

اعتراض: بعض ناقدین کہتے ہیں کہ قرآن میں نظم و نثر کے درمیان بے ربط تبدیلیاں ہیں۔

جواب: قرآن نہ شاعری ہے نہ نثر، بلکہ ایک منفرد لسانی اسلوب ہے جس میں بلاغتی حسن اور معنوی گہرائی کا امتزاج ہے۔ سورۃ النازعات میں قدرتی مظاہر اور قیامت کے مناظر کے درمیان تبدیلیاں موضوعاتی اور فنی ہم آہنگی کو ظاہر کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ جاہلی دور کے عرب شعراء جیسے ولید بن مغیرہ نے بھی قرآن کے اسلوب کی بے مثالیت کو تسلیم کیا۔

اختصار اور بلاغتی کثافت کا چیلنج

اعتراض: مختصر سورتوں میں حد سے زیادہ اختصار مبینہ طور پر ابہام کا باعث بنتا ہے۔

جواب: قرآن میں اختصار فصاحت کی معراج ہے، جہاں کم الفاظ میں گہرے معانی بیان کیے جاتے ہیں۔ مثلاً سورۃ الطارق میں "والسماء والطارق" ایک عظیم کائناتی منظر کو سموئے ہوئے ہے جو اللہ کی قدرت و ربوبیت کو ظاہر کرتا ہے۔

امام جرجانی جیسے کلاسیکی علماء نے وضاحت کی ہے کہ قرآن کس طرح موقع کے لحاظ سے اختصار اور گہرائی میں توازن رکھتا ہے۔

موضوعات کی تکرار:

اعتراض: قیامت اور عذاب جیسے موضوعات بار بار بیان کیے جاتے ہیں، بغیر کسی نئے زاویے کے۔

جواب: ہر سورۃ ایک منفرد زاویہ پیش کرتی ہے۔ سورۃ النباء میں قیامت کا کائناتی پہلو بیان ہوا ہے، جبکہ سورۃ الطارق میں کائنات کی گواہی کے ذریعے انسانی جوابدہی کو اجاگر کیا گیا ہے۔

مختلف زاویوں سے انسانی نفسیات کو مخاطب کر کے قرآن اپنی تعلیمات کو دل میں اتار دیتا ہے۔

لسانی اعجاز کا چیلنج:

اعتراض: بعض لوگ قرآن کے اس چیلنج کو کہ اس جیسی سورۃ لاؤ، کو ذاتی اور ناقابل پیائش قرار دیتے ہیں۔

جواب: قرآن کا چیلنج اسلوب، ساخت معنی اور روحانی اثرات سب کو محیط ہے۔ صدیوں کی کوششوں کے باوجود کوئی ادبی تخلیق قرآن کی مجموعی عظمت کو نہیں پہنچ سکی۔

حتیٰ کہ مستشرق تھیوڈور نولڈیکے نے بھی قرآن کی لسانی برتری کو تسلیم کیا، جو عربی شاعری اور نثر سے بڑھ کر ہے۔

ابتدائی عربی تنقید کا استعمال

اعتراض: کچھ مستشرقین قرآن پر ابتدائی عرب نقادوں کے اعتراضات کو بنیاد بناتے ہیں۔

جواب: ابتدائی عربی تنقید اکثر رقابت اور ذاتی تعصب پر مبنی تھی۔ اس کے باوجود اکثر جاہلی شعراء اور لسانی ماہرین نے قرآن کی نظیر پیش کرنے سے عاجزی ظاہر کی۔ مثلاً عتبہ بن ربیعہ نے قرآن سن کر اس کی بے مثال خوبصورتی کا اعتراف کیا۔

صوتی معجزہ:

اعتراض: کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ مختصر سورتوں کی قافیہ بندی مصنوعی ہے۔

جواب: قرآن میں صوتی ہم آہنگی اس کے بلاغتی اور نفسیاتی اثر کو بڑھاتی ہے۔ مثلاً "النجم الثاقب" اور "ففروا الی اللہ" کی تکرار معنی اور صوت کو یکجا کرتی ہے، جو سننے والوں کو متاثر کرتی ہے۔

فعلِ مضارع کا استعمال

اعتراض: فعلِ حال (present tense) کے استعمال کو بعض ناقدین بیان میں کمزوری قرار دیتے ہیں۔

جواب: قرآن فعلِ حال کو منظر کو زندہ اور تسلسل کے ساتھ بیان کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مثلاً "فاذا ہم بالساھرۃ" (النازعات: 14) منظر کو قاری کے سامنے ایسے پیش کرتا ہے جیسے وہ آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہو رہا ہو، اور اس کی حتمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

خلاصہ

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک قرآن بے مثال لسانی اور بلاغت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اکثر اعتراضات عربی فصاحت کی غلط فہمی یا قرآن کے تاریخی و ثقافتی سیاق کو نظر انداز کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسلامی علماء نے ان اعتراضات کے تفصیلی اور مضبوط جوابات دیے ہیں، جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ قرآن زبان، معنی اور اثر کے لحاظ سے ایک دائمی معجزہ ہے۔

مقدمہ - حصہ 9

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق کے ذریعے معاشرتی اصلاح:

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک سورتوں کی ترتیب ایک مربوط پیغام پیش کرتی ہے جو بنیادی عقائد، اخلاقی کردار اور معاشرتی اصلاح کو موضوع بناتی ہے۔ یہ سورتیں فرد اور معاشرے کی تبدیلی کے لیے ایسی بنیاد فراہم کرتی ہیں جس میں احتساب، کائنات میں اللہ کی ربوبیت کی نشانیاں، اخلاقی ذمہ داری اور قیامت کی حتمیت جیسے اہم موضوعات پر زور دیا گیا ہے۔

احتساب اور قیامت:

سورۃ النباء (78) اور سورۃ النازعات (79) قیامت اور یومِ حساب کی حقیقت کو اجاگر کرتی ہیں۔ یہ موضوعات مادی سوچ کو چیلنج کرتے ہیں اور ضمیر کو بیدار کرتے ہیں کہ ہر عمل کا نتیجہ ہے۔ یہی احتساب معاشرتی اصلاح کی بنیاد ہے، جو اخلاقی رویے، عدل اور انصاف کو فروغ دیتا ہے۔

جنت و جہنم کی واضح تصویریں امید اور خوف پیدا کرتی ہیں اور فرد کو نیکی اختیار کرنے اور فساد چھوڑنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

اللہ ربوبیت کی نشانیوں پر غور و فکر:

سورۃ عبس (80) سے سورۃ التکویر (81) تک اللہ اپنی ربوبیت کی نشانیوں ـــــ دن اور رات کا بدلنا، اجرامِ فلکی، انسانی ساخت ـــــ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ نشانیاں خالق کی قدرت اور حکمت پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں، جو عاجزی اور شکر گزاری کو فروغ دیتا ہے۔

معاشرتی اصلاح کا آغاز اسی وقت ہوتا ہے جب فرد اپنی محتاجی کو پہچان کر اپنی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق ڈھالتا ہے، جس سے معاشرے میں ہم آہنگی اور انصاف پیدا ہوتا ہے۔

اخلاقی اور سماجی ذمہ داری:

سورۃ الانفطار (82) اور سورۃ المطففین (83) خاص طور پر اخلاقی مسائل جیسے تجارت میں بے ایمانی اور استحصال کو موضوع بناتی ہیں۔ دھوکہ دہی کی مذمت قرآن میں معاشی انصاف کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، جو اصلاح یافتہ معاشرے کا ستون ہے۔

انصاف پسندی اور حرص سے اجتناب کے ذریعے یہ سورتیں معاشرتی اعتماد اور برابری کو فروغ دیتی ہیں، جو معاشرتی فلاح کے لیے ضروری ہیں۔

اصلاح میں امید اور استقامت:

سورۃ الانشقاق (84) اور سورۃ البروج (85) اہل ایمان کو آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔ معاشرتی اصلاح میں اکثر صبر اور استقامت کی ضرورت ہوتی ہے، خاص طور پر جب ظلم یا جبر کا سامنا ہو۔

پچھلی قوموں کے قصے اور ان کا انجام سبق دیتے ہیں کہ معاشرے کو حق اور انصاف پر قائم رہنا چاہیے تاکہ وہ ان جیسے انجام سے بچ سکے۔

الٰہی نگرانی اور انسانی کردار:

سورۃ الطارق (86) اللہ کے ہر عمل سے باخبر ہونے اور اس کی مسلسل نگرانی کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ احساس فرد میں ذمہ داری پیدا کرتا ہے کہ اس کے اعمال، چاہے وہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر، سب ریکارڈ ہو رہے ہیں۔

ذاتی سطح پر احتساب کو فروغ دے کر یہ سورۃ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل میں مدد دیتی ہے جو شفافیت، دیانت اور اخلاقی پختگی پر قائم ہو۔

خلاصہ

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک سورتوں کا یہ سلسلہ عقیدہ، اخلاق اور عدل پر مبنی معاشرتی اصلاح کا جامع فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ انسانی اعمال کو الٰہی احتساب سے جوڑ کر یہ سورتیں فرد کو نیکی کی طرف مائل کرتی ہیں، جس سے مجموعی طور پر ایک عادل اور اخلاقی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ یہ اصلاح صرف روحانی نہیں بلکہ عملی بھی ہے، جو معاشی، سماجی اور سیاسی شعبوں پر اثرانداز ہوتی ہے، اور ان سورتوں کو ہر دور کے لیے رہنمائی اور اہمیت عطا کرتی ہے۔

مقدمہ - حصہ 10

قرآن کی لازوال اہمیت اس کے آفاقی موضوعات اور رہنما اصولوں کے ذریعے جدید مسائل کے حل تک پھیلی ہوئی ہے۔

سورۃ النباء سے سورۃ الطارق تک یہ سورتیں گہرے بصیرت افروز نکات فراہم کرتی ہیں جو عصر حاضر کے چیلنجز کے حل کے لیے ایمان، اخلاق اور فطری نظام پر مبنی رہنمائی پیش کرتی ہیں۔

ماحولیاتی تحفظ اور موسمیاتی تبدیلی

متعلقہ آیات: سورۃ النباء: "کیا ہم نے زمین کو گہوارہ اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟(78:6-7) "

سورۃ عبس: "اور ہم نے خوب پانی برسایا، پھر زمین کو شگاف دے کر سبزہ اگایا۔(80:25-26) "

یہ آیات تخلیق میں توازن اور انسان کی ذمہ داری کو اجاگر کرتی ہیں کہ وہ اس توازن کو برقرار رکھے۔ جنگلات کی کٹائی، آلودگی اور موسمیاتی تبدیلی جیسے جدید مسائل کے حل میں یہ انسان اور فطرت کے باہمی تعلق کی یاددہانی ہیں۔ پائیدار طرزِ عمل اختیار کرنا قرآنی تعلیمات کا عملی مظہر ہے، جو ماحول کے احترام اور حفاظت پر زور دیتی ہیں۔

سماجی انصاف اور مساوات

متعلقہ آیات: سورۃ عبس: "اور جو تمہارے پاس کوشش کرتا ہوا آیا. تم اس کی طرف توجہ نہ کرتے۔(80:8-10)"

سورۃ النازعات: "اور فرعون نے کہا: میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ تو اللہ نے اسے عبرتناک پکڑ میں پکڑا۔ " (79:24-25)

اطلاق

قرآن معاشرتی تعصبات کی مذمت کرتا ہے، جیسے کمزوروں کو نظرانداز کرنا (سورۃ عبس میں) اور دوسروں پر ظلم کرنا (سورۃ النازعات میں فرعون کی مثال)۔ یہ اصول جدید معاشرتی نظام اور حکمرانی میں انصاف اور برابری کو فروغ دیتے ہیں۔

انصاف قائم کرنا اور ظلم سے دور رہنا:

متعلقہ آیات:

سورۃ النازعات: "اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو بری خواہشات سے روکا، تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔(79:40-41) "

اطلاق:

احتساب، اخلاق اور خدمت پر مبنی تربیت ظلم و فساد کا خاتمہ اور انصاف کا علمبردار ہے۔ فرعون کا انجام سب کے لیے سبق ہے کہ ظلم اور تکبر کے انجام سے بچیں۔

سائنسی تحقیق اور غور و فکر

متعلقہ آیات:

سورۃ الطارق: "قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی! اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ وہ چمکدار ستارہ ہے۔(86:1-3) "

سورۃ النباء: "اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔(78:12) "

اطلاق:

یہ آیات دنیا کے مشاہدے اور غور و فکر کی ترغیب دیتی ہیں، جو تجسس اور سائنسی تحقیق کو جِلا بخشتی ہیں۔ قرآن کی فلکیاتی مظاہر کی تفصیل جدید فلکیات سے ہم آہنگ ہے، اور سائنسدانوں کو کائنات کے پیچیدہ نظام کو سمجھنے اور اس کی تلاش کی ترغیب دیتی ہے۔

ذہنی صحت اور استقامت:

متعلقہ آیات:

سورۃ النباء: "اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا۔(78:9) "
سورۃ النازعات: "جس دن پہلی لرزش لرزائے گی، اس کے پیچھے دوسری لرزش آئے گی۔(79:6-7) "

اطلاق:

قرآن آرام اور توازن کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، جو ذہنی صحت کے لیے ضروری ہے۔ آزمائشوں اور قیامت کی حتمیت کا ذکر انسان میں استقامت اور امید پیدا کرتا ہے، جو اضطراب اور مایوسی کے مقابلے میں مددگار ہے۔

معاشی اخلاقیات

متعلقہ آیات:

سورۃ عبس: "پس انسان اپنے کھانے کو دیکھے — کہ ہم نے کس طرح خوب پانی برسایا، پھر زمین کو پھاڑ دیا۔ " (80:24-26)

اطلاق:

یہ آیات انسان کو قدرتی وسائل پر انحصار کی یاددہانی کراتی ہیں اور شکر گزاری و وسائل کے اخلاقی استعمال کی تعلیم دیتی ہیں۔ یہ دولت کی منصفانہ تقسیم اور حرص سے اجتناب کو فروغ دیتی ہیں، جو دولت کی غیر مساوی تقسیم اور استحصال جیسے جدید مسائل کا حل ہے۔

خاندانی اور معاشرتی اقدار:

متعلقہ آیات:

سورۃ الطارق: "پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا: وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا۔(86:5-6) "

اطلاق:

انسانی اصل پر غور و فکر خاندان اور معاشرتی ڈھانچے میں عاجزی اور احترام کو فروغ دیتا ہے۔ یہ اقدار جدید معاشروں میں بڑھتی ہوئی انفرادیت پسندی اور تقسیم کے مقابلے میں اتحاد اور باہمی تعاون کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)